کنزالمدارس بورڈ کے ۸۰ فیصد نصاب کے عین مطابق

اصول الشاشی

سوالا/جوابا

پیش کش و ترتیب

مدرس: مولانا ممتاز علی مدنی

جامعۃ المدینہ فیضان قطب مدینہ (نیو کراچی)

تحریر

محمد حماد حسین

Date

نظام الدین شاشی ؒ

نظام الدین شاشی صاحب اصول الشاشی کے نام سے معروف ہیں اپنے زمانے کے فقہ حنفی کے امام تھے۔ فقہ و اصول میں فرید العصر وحید الدہر تھے۔

نام ؒ

نظام الدین ابو علی احمد بن محمد بن اسحاق الشاشی۔

ولادت ؒ

نظام الدین شاشی ماوراء النہر کے علاقے شاش میں پیدا ہوئے جو سیحون کے قریب ہے یہاں وہ قاضی بھی رہے۔

وفات ؒ

امام شاشی نے 346ھ 937ء میں مصر میں وفات پائی۔

تصنیف ؒ

فقہ اور اصول فقہ میں فرید العصر نے اصول فقہ میں مختصر اصول الشاشی تصنیف کی اس کا نام خمیسی رکھا کیونکہ جب تصنیف کی اس وقت ان کی عمر 50 سال تھی۔ یہ کتاب بہت مقبول ہوئی کہ تدریس کی کتابوں میں شامل ہوئی۔

Date

اصول فقہ

اصول فقہ کی دو تعریفیں ہیں۔

(۱) حد اضافی (۲) حد لقبی۔

حد اضافی

مضاف اور مضاف الیہ کی الگ الگ تعریف کی جائے یعنی اصول کی الگ اور فقہ کی الگ۔

حد لقبی

مضاف اور مضاف الیہ کے مجموعے کی ایک ہی تعریف کی جائے۔

اصول کی تعریف

اصول اصل کی جمع ہے اصل کے معنی ہیں۔

ما یبنی علیہ غیرہ: یعنی جس پر کوئی کوئی دوسری موقوف ہو

اصطلاح میں اصل کئی معنی میں استعمال ہوتا ہے۔ کبھی قاعدہ کے معنی میں۔

فقہ کی تعریف

فقہ کے لغوی معنی سمجھ بوجھ کے ہیں۔

اصطلاح میں فقہ اس ملکہ کو کہتے ہیں، کہ جس سے احکام شرعیہ کا علم حاصل ہو۔

Date

اصول فقہ کی حد لقبی ہو

ایسے قواعد کے علم کو اصولِ فقہ کہتے ہیں۔ جن قواعد کے ذریعے سے احکامِ شرعیہ کے استنباط استخراج میں مدد ملتی ہو یعنی جن قواعد کے ذریعے احکامِ شرعیہ کا علم ہوتا ہے ان قواعد کے جاننے کا نام اصولِ فقہ ہے

اصولِ فقہ کا موضوع ہو

اصولِ فقہ کا موضوع ادلہ اربعہ یعنی کتاب اللہ سنت رسول اجماع امت قیاس ہے۔

اصول فقہ کی غرض ہو

احکامِ شرعیہ کو ادلہ تفصیلیہ کے ساتھ جاننا اور مسائل کے استنباط کے قواعد کو معلوم کرنا۔

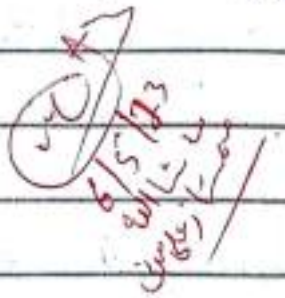

Date

اصول الشاشی کے سوال / جواب ۲۰

س: اصول فقہ کتنے ہیں؟

ج: اصول فقہ چار (4) ہیں۔

س: اصولِ فقہ بیان کریں؟

ج: کتاب اللہ ، سنت رسول ، اجماعِ امت ، قیاس

س: خاص کی تعریف بیان کریں؟

ج: ایسا لفظ جسکو معنی معلوم کے لیے یا شخص معلوم کے لیے وضع کیا گیا ہے جیسے تخصیص فرد میں زید ہے۔

س: عام کی تعریف بیان کریں؟

ج: ہر وہ لفظ جو فرد مع کی ایک جماعت کو شامل لفظی طور پر یا معنوی طور پر۔

لفظی مثال:- مسلمون ، مشرکون۔

معنوی مثال:- من ، ما۔

Date

خاص کا حکم :-

کتاب کے خاص کا حکم ہے اس پر عمل کرنا یقینی طور پر واجب ہے۔ پس اگر اس میں کے مقابلے میں خبر واحد یا قیاس ہو تو اگر خاص کے حکم میں تبدیلی کئے بغیر دونوں کو جمع کرنا ممکن ہو تو دونوں پر عمل کیا جائے گا ورنہ کتاب اللہ کے خاص پر عمل کیا جائے گا۔ اور جو اس کے مقابلے میں ہے اس کو چھوڑ دیا جائے گا۔

خاص کی مثال :-

یَتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ ثَلٰثَةَ قُرُوْٓءٍ۔

اس آیت میں لفظ ثلاثہ خاص ہے۔

لفظ قروء مشترک ہے دو معنی میں۔ ۱ حیض مؤنث ۲ طہر مذکر

امام اعظم کے نزدیک :-

امام اعظم کے نزدیک قروء سے مراد حیض ہے۔

امام شافعی کے نزدیک

قروء سے مراد طہر ہے۔

امام شافعی کی دلیل :-

نحوی فائدہ۔ تین سے دس تک کہ اعداد کی تمیز خلاف قیاس آتی ہے۔ یعنی اگر عدد مؤنث ہے۔ تو معدود مذکر ہوگا۔

احناف کی جانب سے امام شافعی کی دلیل کا رد اور احناف کی دلیل۔

دلیل :-

اگر قروء سے مراد طہر لیتے ہیں۔ تو کتاب اللہ کے خاص ثلاثہ باطل نہیں ہوگا۔ اور اس پر عمل کرنا واجب ہے

Date

امام شافعی کی دلیل کا رد۔

قروء سے مراد حیض لینے پر نحوی قاعدہ یعنی اسم عدد کے قاعدے کی مخالفت بھی لازم نہیں آتی کیونکہ ظاہری لفظ کے اعتبار سے قروء مذکر ہے۔ اس لیے اس کے ساتھ اسم عدد مؤنث لایا گیا۔

فَيَخْرُجُ عَلٰى هٰذَا الْاِخْتِلَافِ :-

یہاں سے مصنف فرماتے ہیں۔ کہ مطلقہ کی عدت احناف کے نزدیک تین حیض ہے شوافع کے نزدیک تین طہر ہے اسی اختلاف پر اسے مسائل کا استنباط اور استخراج کیا جائے گا۔ جس میں احناف اور شوافع کا اختلاف ظاہر ہے۔ سات مسائل کی تخریج

02) حق رجعیت ثابت ہونے کا حکم ہے تیسرے حیض میں عندنا۔

02) (احناف کے نزدیک) اور حق رجعیت زائل ہونے کا حکم ہے۔ تیسرے حیض میں۔ عندہ (شوافع کے نزدیک)۔

02) تیسرے حیض میں دوسرے شوہر کے ساتھ مطلقہ کے نکاح کے صحیح ہونے کا عندہ لا عندنا۔

03) تیسرے حیض میں مکان عدت میں محبوس ہونے کا حکم عندنا لا عندہ۔

04) مسلمی اور نفقہ ملنے کا حکم اور خلع کرنے کا اور طلاق دینے کا اختیار باقی رہنے کا حکم عندنا لا عندہ۔

05) مطلقہ کی بہن کے ساتھ شوہر کے نکاح کے جائز ہونے کا حکم عندہ لا عندنا

06) اس مطلقہ کے علاوہ چاروں عورتوں کے نکاح کے جائز ہونے کا حکم عندہ لا عندنا۔

07) اس مطلقہ کے لیے میراث کا ثابت ہونے کا حکم عندنا لا عندہ۔

Date

خاص کی دوسری مثال :- قَدْ عَلِمْنَا مَا فَرَضْنَا عَلَيْهِمْ

اس آیت میں لفظ فرضنا مقدار شرعی میں خاص ہے۔ یعنی مہر مقرر کرنے میں یہی ہمارا مؤقف ہے۔ اور ہمارے نزدیک مہر کی کم از کم مقدار دس درہم ہیں۔

امام شافعی کے نزدیک :-

نکاح عقد مالی ہے۔ اور فرماتے ہیں مہر شرعاً مقرر نہیں ہے بلکہ زوجین کی لانے پر موقوف ہے۔

دلیل :-

مہر معقود علیہ یعنی جس چیز پر عقد واقع ہوا ہے۔ اس کا بدل ہے جس طرح عقود مالیہ میں عاقدین جس قیمت پر راضی ہو جائے وہی معقود علیہ کا بدل ہوتی ہے۔ اس طرح زوجین جس مقدار پر راضی ہو جائے۔ وہی مہر ہوگا۔

احناف کی دلیل :-

فرضاً یعنی مہر مقرر کرنا اس کی اضافت اللہ کی جانب ہے۔ البتہ آیت تعیین مقدار میں مجمل ہے۔ اور اس کی تفسیر بیان حدیث میں موجود ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ لَا مَهْرَ اَقَلَّ مِنْ عَشَرَةِ دَرَاهِمَ

وتفرع علی ھذا القیاس الخ.....

امام شافعی نے اس اصل پر یہ نکاح ایک عقد مالی اور عقد معاوضہ ہے۔ اس میں عبادت کا معنی نہیں ہے چند مسائل متفرع (یعنی نکلا ہے۔

(1) خلوت اختیار کر کے نفلی عبادت کرنا نکاح میں مشغول ہونے سے افضل ہے عندہ لا عندنا۔

(2) اور طلاق کے ذریعے نکاح کے باطل قرار دینے کو مباح قرار دیا ہے جس طرح میاں چاہے۔ اکٹھے ایک ساتھ طلاق دیکر یا الگ الگ طلاق دیکر عندہ لا عندنا۔

Date

63. ایک ہی لفظ سے تین طلاق دینے کو صحیح قرار دیا ہے عندہ لاعندنا۔
64. خلع کے ذریعے عقد نکاح کو قابل فسخ قرار دیا ہے۔ عندہ لاعندنا۔

خاص کی تیسری مثال:-

حتّٰی تنکح زوجا غیرہ۔

اس آیت میں تنکح عورت کی جانب سے وجود نکاح میں خاص ہے عاقلہ بالغہ خود نکاح کر سکتی ہے یا نہیں اس میں اختلاف ہے۔

احناف کے نزدیک:- عاقلہ بالغہ خود نکاح کر سکتی ہے۔
شوافع کے نزدیک:- نہیں کر سکتی۔

دلیل شوافع کی:-

حدیث مروی ہے "ایما امرأۃ نکحت نفسھا بغیر اذن ولیھا فنکاحھا باطل باطل باطل"

رد شوافع:-

مذکور حدیث خبر واحد ہے۔ اور خبر واحد کے ذریعے کتاب اللہ کے خاص کی تبدیل نہیں کیا جا سکتا۔

رد شوافع:-

اصول حدیث کا مسلمہ قاعدہ ہے۔ کہ راوی اگر اپنی مروی روایت کے بعد اس کے خلاف عمل کرے۔ تو وہ قابل حجت دلیل نہیں رہتی ویتفرع منہ الخلاف الخ ....

شوافع اور احناف کے اس اختلاف پر چند مسائل متفرع ہوتے ہیں۔

61. وطی کا حلال ہونا عندنا لاعندہ
62. مہر اور نفقہ خرچہ اور سکنی رہائش کا لازم ہونا عندنا لاعندہ۔
63. طلاق کا واقع ہونا عندنا لاعندہ۔
64. تین طلاق کے بعد بغیر حلالے کے نکاح کا صحیح ہونا عندہ لاعندنا۔

Date

عام کی دو قسمیں ہیں:-

1- عام خُصَّ عنه البعض (عام مخصوص)

وہ عام جس سے بعض افراد کی تخصیص کی گئی ہو۔

2- عام الذی لم یخصّ عنه شیء

وہ عام جس سے کسی چیز کی تخصیص نہ کی گئی ہو۔

عام غیر مخصوص کا حکم:-

عمل کے لازم ہونے کے حق میں خاص کے قائم مقام ہے

عام غیر مخصوص کی مثال:-

والسارق والسارقة فاقطعوا ایدیهما جزاءً

بما کسبا نکالا الخ.....

ترجمہ:-

جو مرد یا عورت چور ہو تو اللہ کی طرف سے سزا کے طور پر

ان کے عمل کے بدلے ان کے ہاتھ کاٹ دو۔

اس کی چند صورتیں ہونگی:-

مالِ مسروق اگر چور کے پاس موجود ہے تو اس

صورت میں بالاتفاق قطعِ ید کے ساتھ وہ مال بھی اس سے واپس لیا جائے گا

اور مالِ مسروق چور کے پاس ہلاک ہو گیا تو اس صورت میں:-

امام شافعی کے نزدیک:-

قطعِ ید کے علاوہ چور سے مالِ مسروق کا تاوان بھی

لیا جائے گا۔

دلیل:-

امام شافعی اس کو مالِ مغصوب پر قیاس کرتے ہیں جس طرح

غاصب سے ہلاک شدہ مال تاوان لیا جاتا ہے۔ اسی طرح مالِ مسروق کا تاوان

بھی لیا جائے گا۔

Date

احناف کے نزدیک :-

اس کی سزا قطع ید ہے اس سے مال مسروق کا تاوان نہیں لیا جائے گا۔

احناف کی دلیل :-

یہ ہے کہ اللہ نے چور کی سزا کو بیان کیا جزاءً بما کسبا اس میں مکلف ما ہے جو چور کے ہر اس فعل کو شامل ہے جو مسروقہ میں اس سے پایا گیا ہے۔

امام شافعی کی دلیل کا رد :-

قطع ید کے ساتھ تاوان کو لازم قرار دیا جائے تو سزا قطع ید اور تاوان کا مجموعہ قرار پائے گی۔ اس طرح کتاب کے حکم پر زیادتی لازم ہوگی۔ اور قیاس کے ذریعے کتاب اللہ کے حکم پر زیادتی جائز نہیں ہے۔

عام غیر مخصوص کی دوسری مثال :-

فاقرءوا ما تیسر من القرآن۔

شوافع کا موقف :-

سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بغیر نماز نہیں ہوگی۔

احناف کا موقف :-

نماز میں مطلق قراءت فرض ہے۔

شوافع کی دلیل :-

حضور کا فرمان ہے "لا صلوٰۃ الا بفاتحۃ الکتاب"

احناف کی دلیل :-

فاقرءوا ما تیسر من القرآن۔

اس آیت میں واضح ہو تا ہے۔ کہ قرآن مجید کی کسی جگہ سے کچھ آیت کی تلاوت کر لینے سے نماز ہو جاتی ہے۔

Date

شوافع حضرات کی دلیل کا جواب:-

یہ حدیث نفی کمال پر محمول ہے۔ یعنی فاتحہ کے بغیر

شوافع حضرات کا دوسرا جواب:-

یہ حدیث خبر واحد ہے۔ اور خبر واحد کے ذریعے قرآن

مجید پر عمل کو ترک نہیں کیا جا سکتا۔

عام غیر مخصوص کی تیسری مثال:-

ولا تاکلوا مما لم یذکر اسم اللہ علیہ۔

* متروک التسمیہ سے مراد۔ (۹)

یہ ہے کہ ذبح کے وقت جانور پر اللہ تعالیٰ کا

نام نہ لیا گیا ہو

* اس کی دو صورتیں ہیں۔

(۱) متروک تسمیہ عامدًا۔ (۲) متروک تسمیہ ناسیًا۔

اور اللہ کا فرمان ولا تاکلوا مما لم یذکر اسم اللہ علیہ۔

* متروک تسمیہ کی دونوں افراد کو شامل

ہے مگر حدیث پاک رفع عن امتی الخطا والنسیان۔

کی وجہ سے متروک تسمیہ ناسیا اس حکم سے خارج

ہے۔ لہذا متروک تسمیہ کا کھانا جائز ہے۔

* اگر خبر واحد کو فان تسمیۃ اللہ فی قلب کل امرء مسلم کی وجہ سے متروک

تسمیہ کا کھانا بھی جائز ہو تو کتاب اللہ کا نسخ لازم آئے گا۔

* اور یہ بات درست نہیں اس وجہ سے خبر واحد کو چھوڑ دیا جائے گا اور اللہ کتاب

اللہ پر عمل کیا جائے گا۔

عام غیر مخصوص کی چوتھی مثال:-

وما لکم الا تاکلوا مما ذکر اسم اللہ علیہ۔

* یہ آیت اپنی عموم کی وجہ سے مرغہ کے لگائی حرمت کا تقاضہ کرتی ہے

Date

حرمت رضاعت کا اختلاف:-

شوافع حضرات کے نزدیک:-

ایک یا دو گھونٹ پلانے سے حرمت رضاعت ثابت نہیں ہوگی

احناف کے نزدیک:-

تھوڑا یا زیادہ دودھ پلانے کا حکم برابر ہے۔ یعنی اس سے حرمت رضاعت ثابت ہو جائے گی۔

شوافع کی دلیل:-

حضور کا فرمان:- لا تحرم المصة والمصتان ولا الملاجة ولا الملاجتان۔

احناف کی دلیل:-

اللہ تعالیٰ کا فرمان وامھاتکم اللاتی ارضعنکم

میں کسی مخصوص مقدار کا ذکر نہیں ہے۔ لہٰذا تھوڑا یا زیادہ دودھ پلانے سے رضاعت ثابت ہو جائے گی۔

اس کا جواب ہے۔ کہ وہ حدیث خبر واحد ہے۔ اور خبر واحد قرآن کے عموم کو تبدیل نہیں کر سکتی نیز تطبیق کی بھی پوری صورت ممکن نہیں لہٰذا خبر واحد کو چھوڑ دیں گے۔ اور قرآن پر عمل کریں گے۔

عام خص عنہ البعض (عام مخصوص) کا حکم:-

تخصیص کے بعد باقی افراد پر عمل کرنا واجب ہے اگرچہ مزید تخصیص کا احتمال باقی رہے گا۔

* جب باقی افراد کی تخصیص پر کوئی دلیل قائم ہو جائے تو خبر واحد اور قیاس سے ان کی تخصیص جائز ہے البتہ حد عام کے تعین تین افراد رہ جائیں تو مزید تخصیص نہ ہو کیونکہ یہ نسخ قرار پائے گی جو خبر واحد اور قیاس کے ساتھ جائز نہیں۔

Date

س عام مخصوص البعض میں تخصیص کا احتمال باقی کیوں رہتا ہے۔

ج عام مخصوص البعض میں تخصیص کا احتمال اس لیے باقی رہتا ہے کہ اگر مخصص نے مجہول افراد کو نکالا ہوگا تو ہو سکتا ہے کہ ہر فرد کے اندر احتمال آجاتا ہے کہ وہ عام میں داخل ہو یا خاص ہو۔

اگر مخصص نے معلوم افراد کو نکالا ہوگا تو ہو سکتا ہے وہ کسی علت کے ساتھ معلوم ہو اور یہی علت کسی دوسرے فرد میں پائی جائے اور وہ بھی نکل جائے۔

نوٹ: لہٰذا تخصیص معلوم ہو یا مجہول دونوں صورتوں میں احتمال باقی رہے گا

Date

فصل: فی المطلق والمقید

مطلق کی تعریف:

والمطلق کل لفظ یدل علی الذات من غیر ان یلاحظ فیہ الوصف:

مطلق ہر وہ لفظ ہے جو صرف ذات پر دلالت کرے اور اس میں کسی لفظ کا لحاظ نہ کیا گیا ہو۔

مقید کی تعریف:

المقید کل لفظ یدل علی الذات مع ملاحظۃ الوصف فیہ.

مقید ہر وہ لفظ ہے جو ایسی ذات پر دلالت کرے۔ جس میں کسی نہ کسی وصف کا لحاظ کیا گیا ہو۔

احناف کے نزدیک مطلق کا حکم:

کتاب اللہ کا مطلق خاص کی طرح قطعی ہے جب تک کتاب اللہ کے مطلق پر عمل کرنا یقینی ہو تو اس وقت تک خبر واحد یا قیاس کی وجہ سے مطلق پر زیادتی کرنا جائز نہیں۔

سوال: کیوں جائز نہیں؟

جواب: کیونکہ کتاب اللہ کے مطلق کو مقید کرنا نسخ ہے۔ اور نسخ کے لیے اصول یہ ہے کہ دلیل ناسخ کا منسوخ سے قوی یا ہونا شرط ہے۔ جب خبر واحد اور قیاس دونوں ہیں۔

شوافع کے نزدیک مطلق کا حکم:

کتاب اللہ کا مطلق عام کی طرح ظنی ہے۔ لہٰذا مطلق کو خبر واحد یا قیاس سے مقید کرنا جائز ہے کیونکہ ظنی سے ظنی رد کرنا جائز ہے۔ لہٰذا مطلق کو خبر واحد یا قیاس سے مقید کرنا جائز ہے۔

Date

مطلق کی مثال :-

"فاغسلوا وجوھکم"

اس آیت میں مامور بہ (یعنی جو کام کرنے کا حکم دیا گیا ہو) وہ مطلق دھونا ہے۔

امام شافعی کے نزدیک :-

نیت اور ترتیب وضو میں شرط ہے۔

نیت کے فرضیت / شرطیت پر دلیل :-

انما الاعمال بالنیات الخ ...

ترتیب کی فرضیت / شرطیت پر دلیل :-

ھٰذا الوضوء لا یقبل اللہ الصلاۃ الا بہ۔

امام مالک نزدیک :-

موالات یعنی بے در پے وضو میں اعضاء شرط ہے۔

دلیل :-

امرہ صلی اللہ علیہ وسلم رجلا صلی وفی قدمہ۔

طحاوی کے نزدیک :-

بسم اللہ شریف وضو میں شرط ہے۔

دلیل :-

لا وضوء لمن یذکر اسم اللہ علیہ۔

احناف کا موقف :-

وضو میں اعضاء ثلاثہ کا دھونا اور چوتھائی سر کا مسح کرنا فرض ہے۔

دلیل :- "فاغسلوا وجوھکم"

اس آیت میں مطلق دھونا ہے۔ ان حضرات کا اور جب تک کتاب اللہ کا مطلق اور اس کے اطلاق کے منافی عمل کرنا ممکن ہو تو خبر واحد اور قیاس سے اس پر زیادتی جائز نہیں ہے لہٰذا حدیث کی وجہ سے وضو میں نیت، ترتیب، تسلسل اور بسم اللہ کی شرط کی زیادتی نہیں کی جائے گی۔

Date

تطبیق:-

لہٰذا کہا جائے گا کتاب اللہ کے حکم سے مطلق دعوتا فرض اور حدیث پاک کے حکم سے نیت ترتیب وغیرہ نیت ہے

مطلق کی دوسری مثال:-

الزانیہ والزانی فاجلدوا کل واحد منھما مئۃ جلدۃ

حد زنا میں آئمہ کرام کا اختلاف:-

نفسی مسئلہ یہ ہے کہ اگر غیر شادی شدہ مرد عورت زنا کریں تو کیا ان کی حد فقط سو کوڑے ہیں یا کوڑوں کے ساتھ ایک سال کی جلا وطنی بھی ہے۔

احناف کا مؤقف:-

حد زنا فقط سو کوڑے ہیں

شوافع کا مؤقف:-

حد زنا سو کوڑے اور ایک سال کی جلا وطنی بھی ہے۔

شوافع کی دلیل:-

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے غیر شادی شدہ مرد عورت کی حد زنا بیان کرتے ہوئے فرمایا:

البکر بالبکر جلد مئۃ وتغریب عام۔

احناف کی دلیل:-

قرآن کی آیت: الزانیۃ والزانی فاجلدوا کل واحد منھما مئۃ جلدۃ۔

ترجمہ:-

مرد و عورت زنا کریں پس ان میں سے ہر ایک کو سو کوڑے مارو۔ اس آیت میں استدلال اس طرح ہے۔ کہ الزانیۃ اور الزانی پر الف لام عہد خارج کا ہے۔ جس سے مرد غیر شادی شدہ ہے اور قرآن نے غیر شادی شدہ کی حد زنا سو کوڑے بیان کی ہے۔

Date

نوٹ:-

لہٰذا ہم حدیث پر اس طرح عمل کریں گے کہ کتاب اللہ کے حکم میں کوئی تبدیلی نہ ہو لہٰذا کوڑے مارنا یہ حد شرعی ہوگا کتاب اللہ کے حکم کی وجہ سے اور جلا وطنی حدیث کے حکم کی وجہ سے سیاسی معاملات کے طور پر مشروع ہوگی۔

مطلق کی تیسری مثال:-

ولیطوفوا بالبیت العتیق۔

یہ آیت طواف کعبہ کے حکم میں مطلق ہے۔

ہمارے اصحاب نے فرمایا۔ جب تک کتاب اللہ کے مطلق پر عمل کرنا ممکن ہو اس کے مطلق ہونے کی بناء پر خبر واحد یا قیاس کی وجہ سے تبدیلی کرنا جائز نہیں۔

طواف زیارت میں وضو شرط ہے یا نہیں:-

اس میں دو آئمہ کا اختلاف ہے۔ "امام اعظم" اور "امام شافعی"

امام شافعی کا مؤقف:-

طواف زیارت میں وضو شرط ہے۔

دلیل:-

الطواف بالبیت صلاۃ۔

امام اعظم کا مؤقف:-

طواف زیارت میں وضو شرط نہیں ہے

دلیل:-

اللہ کا فرمان ہے۔ ولیطوفوا بالبیت العتیق۔

اس آیت سے استدلال اس طرح کیا کہ آیت ولیطوفوا مطلق ہے جو خانہ کعبہ کے گرد چکر لگانے پر دلالت کرتا ہے اس میں وضوء اور عدم وضو کی قید نہیں ہے

Date

نوٹ :- آیت اور خبر میں۔
لہٰذا ہم حدیث پر اس طرح عمل کریں گے کہ کتاب اللہ کے حکم میں کوئی تبدیلی نہ آئے تو لہٰذا مطلق طواف کرنا کتاب اللہ کے حکم کی وجہ سے فرض ہوگا اور طواف میں وضو واجب ہوگا حدیث کے حکم کی وجہ سے۔

مطلق کی چوتھی مثال :-

"والرکعو مع الرکعین"

یہ آیت رکوع کے ذکر میں مطلق ہے۔

تعدیل ارکان کی رکنیت میں آئمہ کا اختلاف :-

امام شافعی اور امام یوسف کا مؤقف :-

تعدیل ارکان فرض ہے۔

دلیل :-

"قم تصل فانک لم تصل"

طرفین یعنی امام اعظم اور امام محمد کا مؤقف :-

تعدیل ارکان فرض نہیں ہے۔

دلیل :-

"ورکعوا مع الرکعین"

اس آیت سے استدلال اس طرح ہے کہ ورکعوا میں مطلق رکوع کا حکم ہے اور رکوع خاص معنی پر دلالت کرنے کے لیے وضع کیا گیا ہے اور حالت قیام سے جھکنا ہے۔ لہٰذا کتاب اللہ کے مطلق پر تعدیل ارکان کی قید بڑھا کر مقید کرنا جائز نہیں ہے۔ کیونکہ مطلق کو مقید کرنا نسخ ہے۔ اور نسخ خبر واحد سے جائز نہیں۔

نوٹ :- تطبیق آیت اور خبر واحد کے درمیان ہم حدیث پر اس طرح عمل کریں گے۔ کہ قرآن پاک کے حکم میں کوئی تبدیلی واقع نہ ہو لہٰذا کتاب اللہ کے حکم کی وجہ سے مطلق رکوع فرض ہوگا۔ اور خبر واحد / حدیث کی وجہ سے تعدیل واجب ہوگی۔

Date

وعلی ھذا :-

یعنی اس ضابطہ پر کہ مطلق اپنے اطلاق پر جاری ہوتا رہتا ہے۔
مذکورہ ضابطہ پر ہم کہتے ہیں۔ "ماء زعفران" اور ہر اس پانی کے ساتھ جس میں کوئی جامد چیز مل گئی ہو اور اس نے پانی کا کوئی وصف تبدیل کیا اس سے وضو جائز ہے۔

دلیل : علت

کیونکہ یہ "ماء زعفران" مطلق پانی ہے۔ اس پانی کی کسی چیز کی طرف اضافت نے اس "ماء زعفران" سے پانی کے نام کو ختم نہیں کیا۔ بلکہ مختصہ کر دیا لہٰذا "ماء زعفران" مطلق پانی کے حکم میں ہوگا۔

نوٹ :-

یہ شرط لگانا کہ جس طرح آسمان سے پانی اترا تھا اس طرح باقی رہے۔ یہ مطلق کی قید لگانا ہے۔ وہ صحیح نہیں ہے۔

اعتراض :-

ماء نجس (ناپاک پانی) بھی ماء مطلق ہے یعنی مطلق پانی تو اس سے بھی وضو جائز ہونا چاہیے جس طرح "ماء زعفران" سے جائز ہے۔

جواب :-

مقصود وضو سے طہارت ہے۔ اور نجس طہارت کا فائدہ نہیں ہوتا۔

اللہ کا فرمان :-

والذین یظھرون من نسائھم الخ.....

اللہ کا فرمان :-

فاطعام ستین مسکین۔

مظاہر کی تعریف :-

وہ شخص ہے۔ جس نے اپنی بیوی کو محرمات ابدیہ (جنس سے نکاح کی ابدی حرام) میں کسی کے ایسے عضو سے تشبیہ دے گا کہ جس کا دیکھنا مظاہر (ظاہر کرنے والے) پر حرام ہو۔ جیسے یوں کہا انت الی ظھر امی۔

ظہار کے کفارے تین طرح کے ہیں:-

1) غلام آزاد کرنا
2) غلام میسر نہ ہو تو مسلسل دو ماہ کے روزے رکھنا۔
3) اگر ان دونوں میں سے کسی قسم پر بھی قادر نہ ہو تو ساٹھ (60) مسلینوں کو کھانا کھلانا۔

'فاطعام ستین مسکین'

(13)

امام شافعی کے نزدیک:-

کھانا کھلانے کے کفارے میں من قبل ان یتماسا کی قید ملحوظ ہوگی۔

دلیل:-

ان کی دلیل قیاس ہے کہ انہوں نے کفارہ طعام کو کفارہ صوم پر قیاس کیا ہے۔

امام اعظم کے نزدیک:-

کھانا کھلانے کے کفارے میں من قبل ان یتماسا کی قید ملحوظ نہیں ہوگی۔

دلیل:-

ان کی دلیل کفارے ظہار والی آیت ہے۔ جس میں کفارہ طعام کو مطلق رکھا گیا ہے۔

فمن لم یستطیع فاطعام:-

کھانا کھلانے کے حق میں یہ آیت مطلق ہے۔ من قبل ان یتماسا (قبل جماع) کی قید سے مقید نہیں ہے۔

Date

نقضي

اعتراض اوّل :-

کتاب اللہ "مسح راس" کے بارے میں مطلق ہے۔ اور تم نے اس کو مقدر ناشیہ (چوتھائی سر کا مسح) کے ساتھ مقید کر دیا خبر واحد کی وجہ سے۔

نقضي :-

کتاب اللہ مطلق ہے۔ حرمۃ غلیظۃ کے ختم کرنے میں نکاح کے ذریعے اور تم نے اس کو رفاعہ کی بیوی والی حدیث کی وجہ سے قول کے ساتھ مقید کر دیا۔

نقضي اوّل کا جواب :-

کتاب اللہ

کے بارے میں مطلق نہیں ہے۔ بلکہ ممکن ہے۔ اور اس کی تفسیر مسح حدیث مغیرہ بن شعبہ والی حدیث نے کر دی۔

نقضي ثانی کا جواب :-

نکاح آیت کا نص (آیت) حتی تنکح زوجا غیرہ کو وطی پر محمول کیا گیا ہے۔

"نکاح کی دو قسمیں ہیں"

- حقیقی معنی وطی
- مجازی معنی عقد۔

آیت میں نکاح کا حقیقی معنی مراد ہے۔

ماشاء اللہ
ممتاز علی مدنی

Date

نقضی خبر ثانی کا جواب:-

ہم تسلیم کرتے ہیں۔ کہ قوی کی قید حدیث کی وجہ سے ہے۔
مگر وہ حدیث مشہور ہے۔ اور خبر مشہور سے متعلق کو قید لیا جائے
لہذا کتاب اللہ کی خبر واحد سے تقید لازم نہ آئی۔

"فصل: فی المشترک والمقید"

مشترک کی تعریف:-

"المشترک ما وُضِعَ لِمَعْنَیَیْنِ مختلفین اَوْلمعانٍ
مختلفۃ الحقائق"

ترجمہ:-

مشترک وہ لفظ ہے جو دو مختلف معنوں یا چند مختلفۃ الحقائق
معنی کے لیے وضع کیا گیا ہو۔
جیسے "جاریۃ" یہ مشترک ہے۔ اور یہ "بانڈی" اور "کشتی" دونوں
معنی کو شامل ہے۔

مشترک کا حکم:-

"حکم المشترک انہ اذا تعین الواحد مرادا بہ
سقط اعتبار ارادۃ غیرہ"

مشترک کا حکم یہ ہے۔ کہ جب اس کا ایک معنی مراد ہو کر متعین
ہو جائے۔ تو اس کے غیر کی ارادہ کا اعتبار ساقط ہو جائے گا۔

امام مالک امام شافعی کے نزدیک مشترک کا حکم:-

یہ ہے کہ ایک وقت میں متعدد معنی مراد لیے جا سکتے
ہیں۔ بشرطیکہ ان معانی کے درمیان تضاد نہ ہو۔

عموم مشترک سے مراد:-

یہ ہے کہ مشترک کے دونوں معانی مراد لیے
جائیں۔

Date

مؤول کی تعریف:-

جب مشترک کے معانی میں سے کوئی ایک معنی غالب رائے سے راجح ہو جائے تو وہ مؤول کہلائے گا۔

مؤول کا حکم:-

"وجوب العمل به مع احتمال الخطاء"

مؤول پر عمل کرنا واجب ہے۔ خطاء کے احتمال کے ساتھ۔

مؤول کی مثال:

لفظ "قروء" کو حیض پر محمول کرنا۔

فصل: "فی الحقیقة والمجاز"

حقیقت کی تعریف:-

"کل لفظ وضعه واضع اللغة بازاء"

ہر وہ لفظ ہے جس کو واضع لغت نے کسی شے کے مقابلے میں وضع کیا تو وہ لفظ حقیقت ہے۔

مجاز کی تعریف:-

"ما استعمل فی غیر ما وضع له مجازًا"

اگر لفظ کو غیر ماوضع لہ میں استعمال کیا جائے تو وہ مجاز کہلاتا ہے۔

نوٹ:-

قولہ: ثم الحقیقة مع المجاز الخ.....

حقیقت اور مجاز کی تعریف کرنے کے بعد (ثم الحقیقة) حقیقت اور مجاز کا حکم بیان کرنا مقصود ہے۔

حقیقت اور مجاز کے حکم میں دو مذہب ہے۔

Date

مذہب احناف :-

یہ ہے کہ ایک لفظ سے ایک کی حالت میں معنی حقیقی اور معنی مجازی مراد نہیں لیا جاسکتا۔

مذہب شوافع :-

یہ ہے اگر معنی حقیقی اور معنی مجازی کو جمع کرنا عقلی طور پر محال نہ ہو تو دونوں کو جمع کرنا جائز ہے۔

مثال حقیقت اور مجاز کی :-

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان :-

"لا تبیعوا الدرھم بالدرھمین ولا الصاع بالصاعین"

وضاحت :-

تو جب لفظ "صاع" سے "ما یدخل فی الصاع" مراد لیا گیا تو نفس اعتبار ساقط ہو گیا۔ لہٰذا ایک نفس صاع کی دو نفس صاع کے بدلے بیچنا جائز ہے۔

مثال :-

جب آیت ملامسہ سے "جماع کرنا" مراد لیا گیا تو مس ید کے ارادے کا اعتبار ساقط ہو گیا۔

امام شافعی کی جانب سے احناف پر تین اعتراض :-

پہلا اعتراض :-

احناف کا اصول ہے۔ کہ حقیقت اور مجاز کو ایک حالت میں ایک ہی لفظ سے ملحق کرنا جائز نہیں حالانکہ احناف نے ان تین صورتوں میں حقیقت اور مجاز کو جمع کیا ہے۔

پہلی صورت

جب کسی نے قسم اٹھاتے ہوئے یہ کہا۔ واللہ لا اضع قدمی فی دار فلان، تو احناف کے نزدیک فلاں شخص گھر میں داخل ہونے سے حانث ہو جائے گا چاہے۔ ننگے پاؤں یا جوتے پہن کر داخل ہو یا سواری کی حالت میں داخل ہو۔ حالانکہ ننگے پاؤں داخل ہونا حقیقت ہے اور باقی صورتوں میں مجاز ہے۔

Date

دوسرا اعتراض:-

"لو حلف لا یسکن"

کسی نے قسم اٹھائی اور کہا اللہ کی قسم فلاں کے گھر میں سکونت نہیں کروں گا۔ احناف کے نزدیک قسم اٹھانے والا شخص فلاں کے جس گھر میں داخل ہوگا۔ تو حانث (قسم توڑنے والا) ہو جائے گا چاہے وہ گھر اس کا ذاتی ہو یا کرائے پر یا رعایت کا ہو۔

تیسرا اعتراض:-

"عبدہ حر یوم یقوم فلان"

کسی نے قسم اٹھائی کہ جس دن فلاں کھڑے گا اس کا غلام آزاد ہے۔ احناف کے نزدیک فلاں شخص چاہے دن کو اٹھے چاہے رات کو اٹھے بہر حال غلام آزاد ہو جائے گا حالانکہ یوم کا حقیقی معنی دن ہے۔ اور مجازی معنی رات ہے۔

اعتراضات کا جواب:-

"قلنا وضع القوم"

قسم اٹھانے والا شخص مطلقاً دخول سے حانث اس لئے نہیں ہوا کہ حقیقت اور مجاز کا اجتماع پایا گیا ہے بلکہ عموم مجاز کی وجہ سے حانث ہوا ہے۔

عموم مجاز کی تعریف:-

لفظ کا ایسا معنی مراد لیا جائے جس کے تحت معنی حقیقی اور معنی مجازی دونوں آجائیں۔

دوسرا اعتراض کا جواب:-

دار فلان

یہاں بھی عموم مجاز کی وجہ سے حانث ہوا ہے نہ کہ حقیقت اور مجاز کی جمع کرنے کی وجہ سے کیونکہ دار فلان سے مدار دار مسکون خواہ ملکی خواہ استفادہ خواہ عاریۃ ہوں۔

تیسرے اعتراض کا جواب:- "یوم یقوم فلان"

اس میں لفظ یوم سے مطلق وقت مراد ہے جیسا کہ یوم جب یوم کی اضافت فعل جنس کی طرف ہو تو اس سے مطلق وقت مراد ہونا چاہیے۔ دن ہو یا رات بس حانث ہو جائے گا عموم مجاز کی وجہ سے نہ کہ حقیقت

Date

اور مجاز کو مجمل کرنے کی وجہ سے۔

حقیقت کی اقسام ثلاثہ کی تعریف:-

01 حقیقت متعذرہ:-

وہ حقیقت کہلاتی ہے۔ جس تک رسائی بغیر مشقت کے ممکن نہ ہو: جیسے عین درخت کا کھانا۔

02 حقیقت مہجورۃ:-

وہ حقیقت کہلاتی ہے، جس پر لوگوں نے عمل کو چھوڑ دیا ہو اگرچہ رسائی بغیر مشقت کے ممکن ہو۔

03 حقیقت مستعملہ:-

وہ حقیقت کہلاتی ہے۔ جس پر لوگوں کا عمل جاری و ساری ہو کہ لوگوں نے ترک کیا ہو اور نہ ہی اس تک رسائی مشکل ہو۔

حقیقت متعذرہ اور مہجورہ کا حکم:-

دونوں کو بالاتفاق معنی مجازی کی طرف پھیر دیا جائے گا بشرطیکہ معنی حقیقت کی نیت نہ کی ہو۔

متعذرہ کی مثال:-

کسی نے قسم اٹھائی کہ وہ درخت سے اور ہانڈی سے بیس کھائے گا اس سے مراد بعینہٖ درخت اور ہانڈی بیس۔ بلکہ درخت کے پھل اور ہانڈی سے مراد اس میں پکی ہوئی چیز مراد ہے۔ اور اس کو کھانے سے حانث ہوگا۔

مہجورہ کی مثال:-

لو کیل بنفس الخصومۃ میں حقیقی معنی مراد نہ ہوگا۔ یا نعم/ہاں یا بیس لا میں مطلق جواب دینا ہوگا۔

حقیقت مستعملہ کی صورتیں:-

اس کی دو صورتیں ہیں۔

ا) اس کا مجاز متعارف ہوگا۔ ب) اس کا مجاز متعارف نہیں ہوگا۔

Date

مجاز متعارف کی تعریف:-

جس کی طرف ذہن لفظ بولتے ہی منتقل ہو اور وہ حقیقت کے مقابلے میں زیادہ استعمال ہوتا ہو۔

حکم:-

حقیقت مستعملہ کے لیے مجاز متعارف نہ ہو تو ایسی صورت میں بغیر کسی اختلاف کے حقیقت پر عمل اولیٰ ہوگا۔

مجاز متعارف ہونے کی صورت میں حکم:-

امام اعظم کے نزدیک مجاز متعارف ہونے کی صورت میں حقیقت پر عمل کرنا اولیٰ ہے۔

صاحبین کے نزدیک:-

عموم مجاز پر عمل ہو یعنی حقیقت اور مجاز معنی دونوں مراد ہوں گے۔

مستعملہ کی تعریف:-

مثال

کسی نے قسم کھائی کہ وہ گندم نہیں کھائے گا۔ امام اعظم کے نزدیک یہ قسم گندم کے دانوں کی طرف لوٹے گا۔ صاحبین کے نزدیک قسم مطلقاً ہر اس چیز کی طرف لوٹے گی جس کو گندم کا نام شامل ہے۔ گندم کا نام گندم کے دانوں اور اس سے بنی ہوئی روٹی کو شامل ہے۔

نوٹ:-

مجاز حقیقت کا خلیفہ ہوتا ہے۔

سوال:-

مجاز حقیقت کا خلیفہ کس اعتبار سے ہے؟

2 امام اعظم کے نزدیک:-

تکلم لفظ کے اعتبار سے۔

صاحبین کے نزدیک:-

حکم کے اعتبار سے۔

امام اعظم کے نزدیک ثبوتِ مجاز کی شرط:

نحوی ترکیب + معنی کا درست ہونا

صاحبین کے نزدیک ثبوتِ مجاز کی شرط:

ثبوتِ مجاز کے لیے حقیقی معنی ہونا ضروری ہے۔

مثال:

جب آقا نے اپنے آ غلام کے لئے کہا اس حال میں کہ غلام وہ عمر میں آقا سے بڑا تھا۔

"ھٰذَا اِبْنِیْ"

صاحبین کے نزدیک کلام مجاز کی طرف نہیں پھیرا جائے گا بلکہ کلام لغو ہو جائے گا۔

"شرط کے نہ پائے جانے کی وجہ سے" حقیقت کے محال ہونے کی وجہ سے۔

امام اعظم کے نزدیک کلام کو مجاز کی طرف پھیرے گا اور غلام آزاد ہو جائے گا۔

ولا یلزم علی ھٰذا۔

یہاں سے مصنف امام اعظم کے اصول پر وارد ہونے والا اعتراض اور اس کا جواب ذکر فرما رہے ہیں:

اعتراض:

آپ کے اصول کے مطابق ثبوت مجاز کیلئے نحوی ترکیب ضروری ہے تو (ھٰذَا اِبْنِیْ) جب کسی شخص نے اپنی بیوی کیلئے کہا تو یہاں نحوی ترکیب درست ہے تو یہاں مجازی معنی یعنی بیوی کو طلاق ہونی چاہیے۔

جواب: جب دو چیزوں کے درمیان منافات ہو تو اس صورت میں اشعار "یعنی ایک لفظ کو بول کر دوسرا معنی مراد لینا" جائز نہیں ہوتا لہذا بیوی کو بیٹی بول کر مجازاً طلاق دینا جائز نہیں۔

خلاصہ امام اعظم اور صاحبین کے نزدیک یہ کلام لغو ہے۔

اللہ آپ کو باعمل عالم دین بنائے آمین۔ ممتاز علی

Date

"فصل: فی تعریف الطریق الاستعارۃ"

استعارہ کی تعریف :-

واضع نے جس معنی کیلئے لفظ وضع کیا اس میں استعمال نہ ہو بلکہ اس کے غیر میں استعمال ہوں۔

★ :- اصل اصول کے نزدیک مجاز مرسل اور استعارہ دونوں مترادف ہیں۔

★ - اصل اصول کے یہاں حقیقت و مجاز کے درمیان کسی علاقہ کی بناء پر لفظ کو معنی مجازی میں استعمال کرنا مجاز مرسل بھی ہے اور استعارہ بھی۔

استعارہ کی آسان تعریف :-

لفظ کو مجازی معنی میں استعمال کرنا۔

پہلی قسم :-

یہ ہے کہ علت اور حکم / معلول کے درمیان (مناسب علاقہ) اتصال کی وجہ سے استعارہ ہو۔

دوسری قسم :-

یہ ہے کہ سبب محض اور حکم کے درمیان اتصال کی وجہ سے استعارہ ہو۔

★ - دوسری قسم میں استعارہ ایک طرف سے صحیح ہوتا ہے۔

★ - پہلی قسم میں استعارہ طرفین سے صحیح ہوتا ہے۔

پہلی قسم کی مثال :-

"ان اشتریت عبدا فھو حرٌ"

"ان ملکتُ عبدا فھو حرٌ"

پہلی مثال میں "شراء" سے ملکیت اور دوسری مثال میں "ملک" سے شراء مراد لینا درست ہے۔

Date

"وضاحت"

شراء علت ہے اور ملک حکم ہے چونکہ یہاں علت اور حکم کے درمیان اتصال ہے اس لئے استعارہ دونوں طرف صحیح ہوگا یعنی شراء بول کر ملک اور ملک بول کر شراء مراد لے سکتے ہیں۔

"دوسری قسم کی مثال"

"حَرَّرْتُكَ"

وضاحت:-

"حَرَّرْتُكَ" بول کر طلاق مراد لینا درست ہے اور طلقناک بول کر آزاد مراد لینا درست نہیں کیونکہ یہاں پر سبب محض اور حکم کے درمیان اتصال ہے اس لئے استعارہ طرفین میں سے ایک طرف سے درست ہوگا۔ یعنی سبب بول کر حکم مراد لے سکتے ہیں۔ لیکن حکم بول کر سبب مراد نہیں لے سکتے۔

* اگر آقا نے اپنی لونڈی سے کہا میں نے تجھے طلاق دی اور اس سے نیت کی تحریر کی تو یہ درست نہیں۔ علت بیان کریں۔

"علت" کیونکہ اصل (یعنی سبب) جائز ہے کہ اس سے فرع مراد لیں، بہرحال حکم جائز نہیں ہے۔ اس کے ذریعہ اصل ثابت ہو۔ (یعنی مراد ہو)۔

نکاح منعقد ہو جائے گا لفظ ھبہ، تملیک اور بیع کے لفظ کے ساتھ علت بیان کریں۔

علت:- کیونکہ لفظ ھبہ اپنی حقیقت کے اعتبار سے ⟵ ملک رقبہ کو بطور ثابت کرتا ہے۔ اور ملک رقبہ ملک متعہ کو ثابت کرتا ہے۔ لونڈی میں تو لہٰذا لفظ ھبہ ملک متعہ کے لیے محض سبب ہے تو جائز ہے لفظ ھبہ سے نکاح مراد لیں۔

اعتراض:- حقیقت کا متحقق ہونا شرط ہے صحت مجاز کیلئے صاحبین کے نزدیک تو مجاز کی طرف کیسے پھیریں گے نکاح کی صورت میں لفظ ھبہ کے ساتھ باوجود یہ کہ آزاد کا مالک ہونا لفظ ھبہ اور بیع کے ساتھ حال ہے؟

جواب:- کیونکہ ہم کہتے ہیں وہ متحقق فی الجملہ ہے۔ کہ آزاد عورت مرتد ہو اور وہ دار الحرب چلی جائے پھر اسے قیدی بنایا جائے۔

ھبہ: کا آزاد کا مالک ہونا۔ بیع اور ھبہ کے ساتھ۔

Date

فصل: فی الصریح والکنایۃ

صریح کی تعریف:-

"الصریح لفظ یکون المراد به ظاهرا"

"صریح وہ لفظ ہے جس کی مراد ظاہر ہوں۔"

صریح کا حکم:-

پہلا حکم:- وہ اپنے معنی کو ہر جہت سے ثابت کرتا ہے۔ خبر یا انشاء یا نداء میں جس طریقے پر بھی ہو۔

دوسرا حکم:- صریح سے حکم ثابت کرنے کیلئے نیت کی ضرورت نہیں ہوتی۔

صریح کی مثال:-

انت طالق ، یا طلقتک ، یا طالق۔

ان کلام سے طلاق واقع ہو جائیگی طلاق کی نیت نہ ہو۔ یا ہو۔

* تیمم:-

ہم احناف کے نزدیک تیمم طہارت کا فائدہ دیتا ہے۔

امام شافعی کے تیمم کے متعلق دو قول ہیں۔

1) تیمم طہارت ضروریہ ہے۔ 2) تیمم طہارت نہیں ہے۔

بلکہ حدث کو چھپانے والا ہے۔

* تیمم میں اس اختلاف کی وجہ سے مسائل کی تخریج کی بات ہے دخل مذھبوں ہے۔

1) تیمم کا جائز ہونا وقت سے پہلے عندنا ، لاعندہ

2) ایک تیمم کے ساتھ دو فرض کا ادا کرنا۔

3) تیمم کرنے والے کا وضو کرنے والوں کی امامت کرنا۔

4) وضو کی وجہ سے وضو یا جان سے ضائع ہونے کے خوف کے بغیر تیمم کا جائز ہونا ، عندنا ، لاعندہ۔

Date

(05) عیدین نمازِ جنازہ کیلئے تیمم کا جائز ہونا۔
(06) طہارت کی نیت سے تیمم کا جائز ہونا۔



کنایہ کی تعریف:-

"والکنایۃ ھی اشتر معناہ"

کنایہ وہ ہے جس کا معنی پوشیدہ (مستتر) ہو۔

* مجاز متعارف ہونے سے پہلے کنایہ کا قائم مقام ہوتا ہے۔

کنایہ کا حکم:-

کنایہ کے ذریعہ حکمِ نیت کے پائے جانے یا فریب کے پائے جانے کے وقت حاجت ہوگی۔

Date

"فصل: في المتقابلات"

نوٹ:-

یہ فصل متقابلوں کے بارے میں ہے اور متقابلات سے ہماری مراد ظاہر، نص، مفسر، محکم، ساتھ اس کے جو ان کے مقابلے میں یعنی خفی، مشکل، مجمل، متشابہ ہیں۔

ظاہر کی تعریف:-

والظاهر اسمٌ بكلّ كلامٍ ظهر المراد به للسامع بنفس السماع من غير تأمل۔

ظاہر نام ہے ہر اس کلام کا جس کی مراد سامع کے سنتے ہی ظاہر ہو جائے بغیر غور و فکر کے۔

نص کی تعریف:-

والنص ما سيق الكلام لأجله۔

نص وہ ہے جس کی وجہ سے کلام کو چلایا گیا ہو۔

مثال نص اور ظاہر کی:-

اللہ کے فرمان میں۔ (أحلّ الله البيع وحرّم الربا)۔

آیت میں نص:-

بیع اور ربا کے درمیان فرق کو بیان کرنا۔

آیت میں ظاہر:-

بیع کا حلال ہونا اور ربا کا حرام ہونا۔

Date

مثال:-
فانکحوا ما طاب لکم من النساء مثنیٰ وثلاث ورباع۔

آیت میں نص:-
زوجات کی تعداد کو بیان کرنا

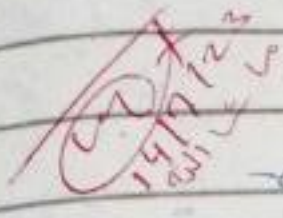

آیت میں ظاھر:-
نکاح کے مباح و جائز ہونے کے حق میں۔

مثال:-
(لاجناح علیکم ان طلقتموھن مالم تمسوھن او تفرضوا لھن فریضۃ)۔

آیت میں نص:-
طلاق کا جائز ہونا وطی سے قبل اور مہر بیان کرنے سے قبل۔

آیت میں ظاھر:-
شوہر کا طلاق دینے میں با اختیار ہونا۔

مثال:-
من ملک ذا رحم محرم منہ فھو حر متفق علیہ

حدیث میں نص:-
قریبی رشتہ دار کا آزاد ہونا۔

Date

حدیث میں ظاہر:-

قریبی رشتہ دار کی ملکیت کا ثبوت ہونا۔

نص وظاہر کا حکم:-

نص و ظاہر پر عمل کرنا واجب ہے۔ خواہ وہ دونوں عام ہوں یا دونوں خاص ہوں۔ دوسرے معنی کے ارادے کے احتمال کے ساتھ۔ دوسرے معنی کا احتمال رکھنے میں نص اور ظاہر حقیقت کے ساتھ مجاز کی طرح ہے۔

نوٹ:-

نص اور ظاہر کے حکم میں فرق دونوں کے تعارض کے وقت ظاہر ہوگا۔ تو اس وقت اعلیٰ کو ادنیٰ پر ترجیح ہوگی یعنی نص کو ظاہر پر ترجیح ہوگی۔

نص اور ظاہر کے حکم میں تعارض کی مثال:-

اگر کسی شخص نے اپنی بیوی سے کہا "طلقی نفسک" اور اسکی بیوی نے کہا "ابنت نفسی" تو اس سے طلاق رجعی ہوگی۔ کیونکہ اس صورت کا قول "ابنت نفسی" یہ طلاق رجعی میں نص ہے۔

اور طلاق بائن کے وقوع میں ظاہر ہے۔ لہٰذا نص پر عمل کرنا واجب ہوگا۔

مفسّر کی تعریف:-

"المفسّر فھو ما ظھر المراد بہ من اللفظ بسبب یقبل التعلم بحیث لا یبقی معہ احتمال التاویل والتخصیص"

مفسّر وہ کلام ہے جس کلام کی مراد لفظ سے متکلم کی جانب سے بیان کے ذریعے ظاہر ہو اس طور پر کہ اس بیان کے ساتھ تاویل اور تخصیص کا احتمال باقی نہ رہے۔

19/7/26

Date

مفسر کی مثال

اذا قال: تزوجت فلانۃ شھرا بکذا۔

جب کسی شخص نے کہا میں نے فلاں عورت سے اتنے مہر کے بدلے میں ایک ماہ کیلئے نکاح کیا۔

وضاحت:

بندہ کا یہ قول 'تزوجت' نکاح میں ظاہر ہے۔

لیکن نکاح متعہ کا احتمال باقی ہے۔

اور متکلم کا قول 'شھرا' اس سے اس نے اپنی مراد واضح کر دی ہے۔

لہٰذا ہم نے کہا اس کا قول 'تزوجت شھرا' یہ متعہ ہے۔ نکاح حقیقی نہیں ہے۔

محکم کی تعریف:

المحکم ھو ماذاد قوۃ علی المفسر بحیث لا یجوز خلافہ اصلا۔

محکم وہ کلام ہے۔ جو مفسر سے زیادہ قوت کے اعتبار سے اس طور پر کہ محکم کے خلاف کوئی بھی احتمال جائز نہ ہوں۔

مثال: 'ان اللہ بکل شیء علیم'

مفسر اور محکم کا حکم:

مفسر اور محکم پر قطعی اور یقینی طور پر عمل واجب ہوتا ہے۔

نوٹ:

بہر حال مذکورہ چار اقسام کیلئے دوسری چار اقسام ہیں۔ یعنی اوضاح

(۱) ظاہر کی ضد خفی ہے (۲) نص کی ضد مشکل ہے (۳) مفسر کی ضد مجمل ہے۔

(۴) محکم کی ضد متشابہ ہے۔

Date

خفی کی تعریف:

الخفی ما خفي المراد به بعارض لا من حيث الصيغة

خفی وہ کلام ہے جس کی مراد پوشیدہ ہو کسی عارضہ کی وجہ سے نہ کہ نفس صیغہ کے اعتبار سے۔

مثال:- "والسارق والسارقة فاقطعوا ايديهما"

وضاحت:- اللہ کا فرمان چور کے حق میں ظاہر ہے۔ جیب کترے اور کفن چور کے حق میں مخفی ہے۔

خفی کا حکم:

طلب واجب ہے۔ یہاں تک کہ پوشیدگی دور ہو جائے۔

مشکل کی تعریف:

المشكل هو ما ازداد خفاءً على الخفي۔

مشکل وہ ہے جس میں پوشیدگی خفی سے زیادہ ہو۔

مشکل کی مثال احکام شرع میں:

اذا حلف لا يأكل لحماً: جب کسی نے قسم اٹھائی کہ وہ شوربہ نہیں کھائے گا تو یہ ظاہر ہوگی سرکہ اور کھجور کے شیرے میں اور اسکا قول "لا يأكل لحماً" مشکل ہے گوشت، انڈے اور پنیر میں۔

مجمل کی تعریف:-

المجمل المجمل فهو ما احتمل وجوهاً فصاعداً بحال لا يوقف على المراد به إلا ببيان من قبل المتكلم:

مجمل وہ ہے جو کئی صورتوں کا احتمال رکھتا ہو وہ ایسی حالت میں ہے جس کی مراد متکلم کی طرف سے بیان کیے بغیر واقفیت نہیں حاصل کی جاسکتی۔

Date

مجمل کی مثال احکامِ شرع میں:-

"حَرَّمَ الرِّبٰا"

"وضاحت"

• ربا کا حکم مطلق زیادتی ہے۔ حالانکہ (ہیت میں) مطلق زیادتی مراد نہیں بلکہ مراد وہ زیادتی ہے جو کیلی و موزونی چیزوں کو ہم جنس کے ساتھ بیع کی صورت میں عوض سے خالی ہو۔

"متشابہ کی تعریف"

متشابہ خفاء یعنی پوشیدگی میں مجمل سے اوپر ہو۔

متشابہ کی مثال۔

حروف مقطعات سورتوں کی ابتداء میں۔

"مجمل اور متشابہ کا حکم"

اس کی مراد کے حق ہونے کا یقین رکھنا حتیٰ کہ بیان آجائے۔

"خَتَمَ شُدُ"

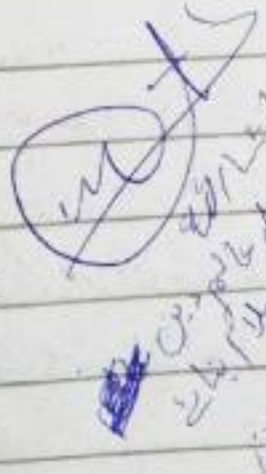

Date

"فصل: فیما یشترک بہ حقائق الألفاظ"

نوٹ: یہ فصل ان (امور کے بارے) میں جن کی وجہ سے الفاظ کے حقائق کو چھوڑ دیا جاتا ہے۔

جن امور کی وجہ سے لفظ کی حقیقت کو چھوڑ دیا جاتا ہے۔ وہ پانچ قسمیں ہیں۔

1) دلالت عرفیہ
2) دلالت نفس کلام
3) دلالت سیاق کلام
4) دلالت متکلم
5) دلالت محل کلام۔

پہلا مقام دلالت عرفیہ:

دلالت عرفیہ کی وجہ سے لفظ کے حقیقی معنی کو چھوڑ دیا جاتا ہے یعنی جب لفظ کے حقیقی معنی کے علاوہ کوئی دوسرا معنی عام لوگوں کے درمیان یا کسی مخصوص جماعت کے درمیان معروف و مشہور ہو جائے۔ پھر اس لفظ کا یہ معنی متعارف ہو جاتا ہے۔

مثال: "لو حلف لا یشتری رأسا ... یا ... لو حلف لا یأکل بیضا"

وضاحت:

ہر قسم اس سر اور انڈے پر محمول ہوگی۔ جس کی خرید و فروخت اور کھایا جانا لوگوں کے درمیان متعارف ہوں۔

دوسرا کلام دلالت نفس کلام:-

وضاحت:

کل نفس کلام میں دلالت کی وجہ سے حقیقت کو چھوڑ دیا جاتا ہے۔

مثال:

"کل مملوک لہ فھو حر"

مطلب: من کل وجہ مملوک ہو یعنی ہر اعتبار سے غلام ہو۔
اور مکاتب من کل وجہ مملوک نہیں۔

Date

وضاحت:

اس لفظ سے مکاتب اور معتق البعض آزاد نہیں ہونگے مگر جب آقا نے نیت کی تو داخل ہوگے کیونکہ لفظ "مملوک" مطلق ہے۔ ہر اعتبار سے مملوک کو شامل ہے اور مکاتب ہر اعتبار سے "مملوک" نہیں اور اسی وجہ سے مکاتب میں تصرف جائز نہیں اور نہ ہی مکاتب لونڈی سے وطی حلال ہے۔

س: مکاتب، مدبر و اُمِّ ولد میں کیا فرق ہے؟

ج: **فرق نمبر: 01**

مکاتب میں "رقیت" یعنی غلامی کامل ہوتی ہے اور امِّ ولد اور مدبر میں "رقیت" یعنی غلامی میں نقص یعنی کمی ہوتی ہے۔ کامل نہیں ہوتی ہے

فرق نمبر: 02

مکاتب میں ملکیت کامل نہیں ہوتی اور امِّ ولد اور مدبر میں ملکیت کامل ہوتی ہے۔

تیسرا مقام سیاق کلام:

وضاحت: کبھی سیاق کلام کی دلالت کی وجہ حقیقت کو چھوڑ دیا جاتا ہے۔ مثال: جب مسلمان نے عربی سے کہا "انزل" یعنی تم اتر آؤ۔ وہ اتر آیا تو وہ امان والا ہوگا۔

چوتھا مقام دلالت متکلم:

وضاحت:

کبھی متکلم کی جانب سے دلالت کی وجہ سے حقیقت کو چھوڑ دیا جاتا ہے۔

مثال:

"فمن شاء فلیؤمن ومن شاء فلیکفر"

ترجمہ: جو چاہے ایمان لائے اور جو چاہے کفر کافر ہو جائے۔

Date

وضاحت:

یہاں حقیقی معنی مراد نہیں کیونکہ اللہ حکیم اور کفر قبیح (بُرا کام ہے) اور حکیم قبیح چیز کا حکم نہیں۔ دیتا لہٰذا معلوم ہوا کہ غرض اس سے کلام تو بیج اور سرزنش یعنی ڈانٹنا ہے۔

پانچواں مقام دلالت محل کلام:

وضاحت:-

کبھی محل کلام کی دلالت کی وجہ سے حقیقت کو چھوڑ دیا جاتا ہے۔

مثال: بعت نفسی مرد نے کہا۔ فیلت ان سب الفاظ: وبعت بعت ملکت کے معنی مجازی نکحت مراد ہوں گے کیونکہ معنی حقیقی کا محل ہی نہیں قائلہ آزاد عورت ہیں۔

"تمت بالخیر"

فصلٌ : فِي متعلقات النصوص

'نوٹ'

یہ فصل متعلقات النصوص کے بارے میں ہے۔ اور ہماری اس سے مراد

1) عبارۃ النص
2) اشارہ النص
3) دلالت النص
4) اقتضاء النص ہے۔

'عبارۃ النص کی تعریف'

'ما سیق الکلامُ لاجلہ واریدُ بہ قصدًا'

جسکی وجہ سے کلام لایا گیا ہو اور اس کلام سے اس کا قصداً ارادہ کیا گیا ہو۔

'اشارۃ النص کی تعریف'

ھی ما ثبت بنظم النص من زیادۃ وھو غیر ظاھر من کلّ وجہ ولا سیق الکلام لاجلہ۔

اشارہ نص وہ ہے۔ جو نص کے الفاظ سے ثابت ہو بغیر زیادتی کے اور وہ پورے طور پر ظاہر نہ ہو اور نہ ہی اسکی وجہ سے کلام لایا گیا ہو۔

'عبارۃ النص اور اشارۃ النص کی مثال'

'للفقراء المھاجرین الذین اخرجوا من دیارھم'

'وضاحت'

یہ قول مستحقین غنیمت کو بیان کرنے کیلئے لایا گیا ہے لہٰذا یہ قول اس سلسلہ میں نص ہے

* اور مھاجرین فافقر نص کے الفاظ سے ثابت ہو گیا۔ لہٰذا وہ اشارۃ النص ہے۔

Date

2) اور نص اشارہ کرنے والے ہیں۔ اس بات کی طرف کہ کافر کا مسلمان کے مال پر غلبہ پا لینا کافر کیلئے مالک بننے کا سبب ہے۔ اور اگر مسلمان کا مال مسلمانوں کی ملکیت میں باقی ہو تو مہاجرین کافر ثابت نہیں ہوگا۔

3) مذکورہ حدیث سے جو مسائل تخریج کئے گئے ہیں۔

01 استیلاء (غلبہ پانے کا حکم)۔

02 کفار سے خریدنے کی وجہ سے تاجر کیلئے ثبوت ملک کا حکم

03 اداس سے تصرفات یعنی بیع، ہبہ اور اعتاق کا حکم۔

04 مال غنیمت کے ثبوت کا حکم۔

05 غازی کیلئے ملکیت ثابت ہونے کا حکم۔

06 غازی کے قبضہ سے اس مال کو چھیننے سے پہلے مالک کے عاجز ہونے کا حکم۔

دلالت نص کی تعریف:

وہ ہے جس کو منصوص علیہ کے حکم کیلئے علت کے طور پر جان لیا گیا ہو لغت کے اعتبار سے نہ کہ اجتہاد اور نہ ہی استنباط کے اعتبار سے۔

مثال:

فَلَا تَقُلْ لَّهُمَا أُفٍّ وَّلَا تَنْهَرْهُمَا۔

وضاحت:

پس جو شخص علم لغت کے اوضاع سے واقف ہے وہ اس آیت کو سنتے ہی سمجھ لیتا ہے کہ ماں باپ کے ایذاء دینے کی غرض سے تافیف یعنی ان کو اف کہنا حرام ہے۔ اور پس دلالت نص سے ثابت ہوا کہ ماں باپ کو گالی دینا اور مارنا اس آیت سے یقیناً حرام ہے۔

نوٹ: دلالت نص کا مرتبہ یہ ہے کہ دلالت نص کے ذریعے عقوبت ثابت کرنا صحیح ہے۔

Date

اقتضاءُ النص کی تعریف:

وہ نص پر اس زیادتی ہے جس کے بغیر نص کا معنی متحقق نہ ہو یا گویا کہ نص اس زیادتی کا تقاضہ کرتا ہے تاکہ اس کا حکم فی نفسہ درست ہو جائے۔

مثال:

انت طالقٌ۔

وضاحت:

طلاق عورت کی صفت ہے۔ مگر صفت مصدر کا تقاضہ کرتی ہے۔ گویا کہ یہاں مصدر اقتضاء موجود ہو۔

اقتضاء نص کا حکم:

حکم یہ ہے کہ وہ بطریق ضرورت ثابت ہوتا ہے۔ لہٰذا بقدر ضرورت مقدر ہوگا۔

حکم کی وضاحت:

(اسی وجہ سے ہمارے علماء نے کہا) جب کسی نے (انت طالق) کہا اور اس سے تین طلاق کی نیت کی تو صحیح نہیں ہے اس لئے کہ طلاق کو بطریق اقتضاء مذکور فرض کیا ہے۔ لہٰذا بقدر ضرورت مقدر مانا جائے گا اور ضرورت ایک طلاق سے مرتفع ہو جاتی ہے۔ لہٰذا ایک کے حق میں طلاق کو فرض کیا جائے گا۔

عبارۃ النص اور اشارۃ النص کا حکم:

ان سے ثابت ہونے والے حکم پر قطعی طور پر عمل ضروری ہے۔

دلالت النص کا حکم:

علت کے عام ہونے سے منصوص علیہ کا حکم بھی عام ہو جائے گا۔

"فصل فی الامر"

Date: _____

امر کا لغوی معنی:
ایک شخص کا دوسرے شخص کو کہنا کہ یہ کام کر!

اصطلاحی معنی: اصطلاح شریعت میں دوسرے پر فعل لازم کرنے کا تصرف امر کہلاتا ہے۔

* وہ کون سے ائمہ ہیں جن کے نزدیک امر کی مراد یعنی وجوب صیغہ امر کے ساتھ خاص ہیں؟

فخر الاسلام بزدوی * شمس الائمہ سرخسی

* امر مطلق کسے کہتے ہیں اور اسکا کیا حکم ہے؟

امر مطلق وہ امر ہے جس میں لزوم یا عدم لزوم پر دلالت کرنے والی کوئی بات نہ ہو۔

حکم: ائمہ کا اختلاف ہے لیکن صحیح مذہب یہ ہے کہ جب تک اس کے خلاف پر کوئی دلیل قائم نہ ہو اس پر عمل کرنا واجب ہوتا ہے کیونکہ امر مانوں بنا ہے۔

* امر کی بجا آوری کس انداز پر لازم ہوتی ہے؟

امر کی بجا آوری اس انداز پر لازم ہوتی ہے جس قدر آمد بہ مخاطب پر دلالت حاصل ہوتی ہے۔

Date: _____

- کیا امر بالفعل تکرار کو چاہتا ہے؟

امر بالفعل تکرار کو نہیں چاہتا اور نہ ہی احتمال رکھتا ہے

- امر بالفعل تکرار کو نہیں چاہتا؟

کیونکہ فعل کا حکم اس فعل کو ایجاد کرنے کی طالب ہوتی ہے اور یہ مطلب اختصار کے طور پر ہوتی ہے اور اختصار ایک بار کا تقاضہ کرتا ہے

"نفسِ المامور بہ"

Date:

مامور بہ کی کتنی اور کون کون سی قسمیں ہیں؟

دو قسمیں ہیں

مامور بہ کی اقسام

- مطلق عن الوقت
- مقید بالوقت
  - وہ جس کا کوئی وقت ظرف ہو
  - وہ جس کا کوئی وقت معیار بنے

مامور بہ مطلق کا حکم؟

اسکی ادائیگی فراغ کے ساتھ ساتھ واجب ہوتی ہے لیکن شرط یہ ہے کہ زندگی میں فوت نہ ہو

زکوۃ، صدقہ، فطر، عشر مطلق کی کون سی قسم میں شامل ہے اور اگر اس میں تاخیر ہو جائے تو کیا حکم ہے۔

زکوۃ، صدقہ فطر، عشر مطلق عن الوقت میں شامل ہے لہذا اگر ان میں تاخیر ہو جائے تو گناہ ہی شمار نہیں ہوگی

Date:

امر مطلق کے سلسلے میں امام کرخی اور ہمارے درمیان کیا اختلاف ہے؟

امام کرخی کہتے ہیں کہ علی الفور واجب ہوتا ہے اور ہمارے نزدیک واجب علی التراخی ہوتا ہے

جس میں وقت فعل کے لئے ظرف بنے اسکی تعریف مثال اور حکم بیان کریں؟

وقت جس کے لئے ظرف بنے اسے کسی حصہ میں فعل پایا جا سکتا ہے۔ پورا وقت فعل میں مصروف نہیں ہوتا جیسے نماز

حکم:- اس کا حکم یہ ہے کہ اس وقت میں اس فعل کی جنس دوسرے فعل کا واجب ہونا اسکے منافی نہیں۔

جس کے لئے وقت معیار بنے اسکی تعریف، مثال اور حکم بیان کریں؟

وہ مامور بہ جو تمام وقت کو گھیر لیتا ہے اور یہی وجہ ہے کہ وقت کی کمی اور زیادتی سے مامور بہ چھوٹا اور بڑا ہوتا ہے جیسے: روزہ

حکم:- اس وقت میں اس جنس کی عبادت اسکے علاوہ جائز نہیں۔

Date:

اگر کسی مامور بہ کے لئے شریعت نے وقت مقرر نہ کیا ہو تو کیا بندہ اپنی طرف سے تعین کا اختیار رکھتا ہے؟

اگر شریعت نے کسی عبادت کے لئے وقت مقرر نہ کیا ہو تو بندے کو مقرر کرنے کا اختیار نہیں مثلاً قضائے رمضان کے لئے بندہ کچھ دن معین کر لیتا ہے اور خیال کرتا ہے کہ ان دنوں قضائے رمضان کے سوا کوئی روزہ نہیں ہو سکتا تو یہ تعین صحیح نہیں ہوگا

بندے اپنے حق میں ترجیح دے سکتا ہے شریعت کے حق میں ترجیح نہیں دے سکتا اسکی کوئی مثال؟

ہمارے مشائخ فرماتے ہیں کہ اگر میاں بیوی خلع میں یہ شرط رکھیں کہ عورت کے لئے نہ نفقہ ہوگا نہ سکنیٰ تو نفقہ ساقط ہو جائیگا سکنیٰ ساقط نہیں ہوگا حتیٰ کہ عورت کو خاوند عدت والے گھر سے نہیں نکال سکتا کیونکہ عدت والے گھر میں عورت کو سکونت دینا یہ حق شرع ہے اور بندہ اسکو ساقط کرنے کا اختیار نہیں رکھتا جبکہ نفقہ خالص عورت کا ہے شرعی حق نہیں

کیا بندے کو اپنے آپ پر کوئی چیز واجب کرنے کا حق ہے یا نہیں؟

بندے کو یہ حق ہے کہ وہ اپنے آپ پر کوئی عمل لازم کر دے موقت یا غیر موقت البتہ وہ حکم شروع میں تبدیلی کا حق نہیں رکھتا

Date:

کسی بات کا امر ماموربہ کے حسن پر دلالت ہے یا نہیں؟

اگر آمر صاحب حکمت ہے تو امر ماموربہ کے حسن پر دلالت کرتا ہے کیونکہ امر اس بات کے لئے بنایا ہوتا ہے کہ ماموربہ ان چیزوں میں سے ہے جن کو وجود میں لانا چاہیئے لہٰذا امر اسکے حسن کا مقتضی تھا

فصل الأمر بالشيء يدل على حسن مأمور به

حسن مامور بہ کی کتنی اور کون کون سی اقسام ہیں؟

حسن مامور بہ کی 2 قسمیں ہیں.

حسن بنفسہ

حسن ذات کے اعتبار سے پایا جاتا ہے غیر کی وجہ سے نہیں

حکم:- جب بندے پر اسکی ادائیگی واجب ہو جائے تو یہ ادائیگی کے بغیر ساقط نہیں

حسن لغیرہ

حسن مامور بہ غیر کی وجہ سے ہو

حکم:- جب وہ واسطہ ختم ہو جائے جسکی وجہ سے اس میں حسن آیا تھا تو مامور بہ بھی ساقط ہو جاتا ہے.

متعلق الواجب بحکم الامر

Date: _____

ادائیگی کے اعتبار سے مامور بہ کی کتنی اور کونسی قسمیں ہیں؟

ادائیگی کے اعتبار سے مامور بہ کی اقسام

ادا — عین الواجب کو اسکے مستحق کے حوالہ کرنا

قضا — مثل واجب کو اسکے مستحق کے حوالہ کرنا

ادا

کامل — مامور بہ کو بعینہٖ تمام حقوق کے ساتھ ادا کیا جائے جب اس انداز میں ادائیگی ہو جائے تو ذمہ داری پوری ہوئی

قاصر — عین واجب کو مستحق کے حوالے اس صورت میں کرنا کہ اسکی صفت میں نقصان ہو۔ اگر اسکے مثل کے ساتھ جبر نقصان پورا ہو سکتا ہے تو نقصان پورا کیا جائیگا ورنہ حکم ساقط ہو جائے گا

مامور بہ کو ادا کی صورت میں بجالانا اصل ہے یا قضا کی صورت میں

مامور بہ کو ادا کی صورت میں بجالانا اصل ہے ادا کامل ہو یا قاصر قضا کی طرف اس وقت رجوع ہوتا ہے جب ادا متعذر ہو کیونکہ قضا خلف ہے اور خلف ما الاعتبار اس وقت ہوتا ہے جب اصل پر عمل کرنا متعذر ہو۔

کیا امام شافعی علیہ الرحمۃ کے نزدیک بھی ادا اصل ہے اس سلسلے میں کوئی مثال بھی پیش کریں

امام شافعی علیہ الرحمۃ کے نزدیک بھی ادا ہی اصل ہے چنانچہ ان کے نزدیک اگر غاصب کے پاس مغصوب چیز بہت زیادہ تبدیل ہو جائے پھر بھی مالک مغصوب کو ہی لوٹانا ہوگا اور نقصان کا باعث ضمان ہوگا۔

قضا کی کتنی اور کون سی قسمیں ہیں؟

قضا کی 2 قسمیں ہیں۔

کامل

ایسی چیز کا مستحق کو سونپنا ہے جو صورتاً اور معنیً واجب کی مثل ہو

قاصر

جو واجب کی صورت اعتبار سے مثل نہ ہو لیکن معنیً اعتبار سے اعلیٰ مثل ہو

Date:

* قضا میں اصل کیا ہے؟

ادائی کی طرح یہاں بھی اصل قضاء کامل ہے۔

* اگر کسی چیز کی نہ صورتاً مثل ہو نہ معناً تو پھر کیا ہوگا عند الاحناف، عند الشافعی۔

عند الاحناف ۔ جس چیز کی نہ صورتاً مثل ہو نہ معناً وہاں قضا کامل مثل کے ساتھ واجب کرنا چونکہ ممکن نہیں اس لئے وہ ضامن نہیں ہوگا
عند الشافعی ۔ ضمان لازم آئے گا

* مثل شرعی کسے کہتے ہیں؟

بعض اوقات مثل صوری یا معنوی نہ ہونے کی صورت میں خود شریعت ایک مثل مقرر کر دیتی ہے اسے مثل شرعی کہتے ہیں۔

"فصل" في النهي

نہی کا لغوی معنی:

روکنا، منع کرنا۔

اصطلاحی تعریف:-

اپنے آپ کو بڑا سمجھتے ہوئے دوسرے کو "لا تفعل" کہنا۔

بعض حضرات نے نہی کی تعریف یوں کی ہے۔

صیغہ نہی کے ذریعے ترکِ فعل کو طلب کرنا اس شخص جو مرتبہ کے اعتبار سے ادنیٰ ہو۔

نہی کی اقسام مع مثال:

نہی کی دو قسمیں ہیں۔

(1) افعالِ حسیہ سے نہی: جیسے، زنا، شرابی پینا، وغیرہ۔

(2) افعالِ شرعیہ سے نہی:- جیسے یوم نہر کے دن روزے سے وغیرہ۔

افعالِ حسیہ سے مراد:-

وہ افعال جو حسی طور پر معلوم ہوں اور ان کو ہر آدمی سمجھتا ہو اور ان کا سمجھنا شریعت کے وارد ہونے پر موقوف نہ ہو۔

افعال شرعیہ سے مراد:-

جن کا سمجھنا شریعت پر موقوف ہو اور ہر آدمی اس کا معنی اور مفہوم سمجھ نہ سکتا ہو۔

Date

نہی عن افعالِ حسیہ کا حکم :-

منہی عنہ بعینہ وہ چیز ہوگی جس پر نہی وارد ہوئی ہے۔
اور اس کا عین قبیح ہوگا اور وہ بالکل مشروع ہی نہیں ہوگا۔

نہی عن افعالِ شرعیہ کا حکم :-

منہی عنہ اس چیز کا غیر ہوگا جس کی طرف نہی کی اضافت کی گئی ہے لہٰذا یہ منہی عنہ اپنی ذات کے اعتبار سے حسن ہوگا۔ اور غیر کی وجہ سے قبیح ہوگا۔

سوال :- افعالِ شرعیہ پر نہی وارد ہونے کے بعد ان کا کیا حکم ہوگا؟
'جواب' افعالِ شرعیہ سے نہی وارد ہونے کے بعد ان افعال کی مشروعیت کرنا باقی رہتا ہے۔

سوال : اصولِ فقہ کا یہ قانون ہے کہ تصرفاتِ شرعیہ سے نہی کی مشروعیت اس کے باقی رہنے کو چاہتی ہے۔ کیسے ثابت ہوتا ہے۔ اور اس کا مطلب کیا ہے؟

جواب : اس ضابطہ / قانون کا مطلب یہ ہے۔ کہ تصرفاتِ شرعیہ کا وجود شرعیہ پر موقوف ہوتا ہے۔ اور ان کا اپنا حسی وجود نہیں ہوتا لہٰذا اگر تصرفاتِ شرعیہ سے نہی کرنے کے بعد ان کی مشروعیت باقی نہ رہنے کی وجہ سے ان کا وجود شرعی ختم ہو جاتا ہے۔ اور انسان اس کو کرنے سے عاجز ہو جاتا ہے۔ تو اس اعتبار سے ایک عاجز کو کسی کام سے روکا جا رہا ہے لہٰذا شارع سے یہ بات محال ہے۔ کہ وہ عاجز کو نہی کرے لہٰذا تصرفاتِ شرعیہ کا وجود نہی کے بعد باقی رہے گا۔

Date

سوال: اس ضابطہ/قانون سے کون سے مسائل متفرع ہوتے ہیں؟

جواب: (۱) اس سے اجارہ فاسد کا حکم ثابت ہوتا ہے۔

(۲) اور بیع فاسد کا حکم ثابت ہوتا ہے۔ یعنی بیع فاسد جب مبیع پر قبضہ کر لیا تو ملکیت حاصل ہو جاتی ہے۔ البتہ اس سے حرام ہونے کی وجہ سے توڑنا واجب ہے۔

(۳) اس سے یوم نحر میں زکوٰۃ کی منت کا حکم ثابت ہو جاتا ہے۔ یعنی منت صحیح ہوگی۔ روزہ کسی اور دن رکھے گا

اعتراض: آپ کا یہ بیان کردہ قانون صحیح نہیں ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ مشترکہ عورت سے اور باپ کی منکوحۃ سے غیر کی عدت گزارنے والی عورت سے اور غیر کی منکوحہ اور محارم سے نکاح کرنا۔ تصرفات شرعیہ ہے: اور ان کا سے نکاح کرنے پر نہی وارد ہوئی ہے لہٰذا نہی کے بعد ان کی مشروعیت باقی ہونی چاہیے لیکن آپ اس کو تسلیم نہیں کرتے لہٰذا معلوم ہوا یہ قاعدہ صحیح نہیں ہے؟

جواب نکاح کی صورت میں جو چیز واجب/ثابت ہوتی ہے وہ تصرفات کا حلال ہونا ہے۔ اور نہی ہے جو چیز واجب ہوتی ہے۔ وہ تصرفات کا حرام ہونا ہے۔ اب اگر مشروعیت کو باقی رکھا جائے۔ تو حلّت اور حرمت کا اجتماع لازم آئے گا۔ جو کہ محال ہے۔ لہٰذا یہاں نہی کو نفی پر محمول کیا جائے گا گویا کہ یہ نکاح ہو سکتا ہی نہیں ہے۔

النهي عن افعال الشرعية يقتضي تقرير تھا؛

اس پر ہمارے اصحاب نے فرمایا۔

- یوم نحر اور ایام التشریق کے دن روزہ کی منت صحیح ہے۔ کیونکہ وہ صوم مشروع نذر ہے۔
- اور اسی کی طرح اوقات مکروہۃ میں نماز کی منت صحیح ہے۔ کیونکہ وہ عبادت مشروعہ کا نذر ہے۔

Date

'اعتراض'

جب اوقات مکروہہ میں نفل شروع کرنا مکروہ ہے۔ تو ان کو پورا کرنا کیسے ممکن ہوگا کیونکہ صورت میں حرام کا ارتکاب لازم آتا ہے۔

'جواب' ان نوافل کو پورا کرنے سے حرام کا ارتکاب لازم نہیں ہوتا اس لئے کہ اگر وہ کچھ دیر صبر کرے یہاں تک کہ سورج بلند ہو جائے، یا غروب ہو جائے۔ یا ڈھل جائے۔ تو کراہت کے بغیر پورا کرنا ممکن ہے۔

* عید کے دن روزہ رکھنے کا حکم نفل کے حکم سے جدا ہے۔
* کہ عید کے دن کا روزہ شروع کرنے سے لازم نہیں ہوتا کیونکہ اس کو پورا کرنے میں حرام کے ارتکاب سے بچنا ممکن نہیں ہے یہ طرفین کے نزدیک ہے یعنی امام اعظم اور امام محمد۔

ومن ھذا النوع وطئ الحائض: (یہ عبارت ایک اعتراض کا جواب ہے)۔

س غیر کے سبب سے آنے والی نہی کی کچھ اور مثالیں لکھیں؟

ج: اس کی مثال حائضہ عورت سے جماع کرنا ہے کیونکہ اس سے جماع ناپاکی کی وجہ سے منع کیا گیا ہے۔

اللہ فرماتا ہے: "و یسئلونک عن المحیض قل ھو اذی فاعتزلوا النساء فی المحیض"

چونکہ حائضہ عورت سے وطی کرنا غیر کی وجہ سے منع ہے: لہٰذا کسی شخص نے اس سے وطی کی تو اگرچہ اس نے حرام کا ارتکاب کیا لیکن احصان ثابت ہو جائے گا۔ شادی شدہ

وطی کا محصن ہونا ثابت ہوگا جس پہلے شوہر کیلئے وہ عورت حلال ہو جائے گی

پورا مہر، عدت اور نفقہ بھی لازم ہو جائے گا۔

Date

حرمةُ الفعل لاتنافي ترتبُ الاحكام :-

"قانون" فعل کی حرمت احکام کے مرتب ہونے کی منافی نہیں ہے۔

01) حائضہ عورت کو طلاق دی جائے۔ 02) غصب شدہ پانی سے وضوء کیا جائے

03) غصب شدہ تیر سے شکار کیا جائے 04) غصب شدہ چھری سے ذبح کیا جائے

05) مغصوب زمین میں نماز پڑھی جائے۔

اگرچہ یہ سارے کام حرام ہے لیکن ان پر احکام مرتب ہوں گے اور تصرفات صحیح ہو جائے گے۔

وباعتبارِ ھذا الاصل :-

اس بناء پر (یعنی حرمت فعل احکام کے مرتب ہونے کی منافی نہیں ہے) اللہ کا فرمان "ولا تقبلوا لھم شھادۃً ابدًا" کے ضمن میں ہم کہتے ہیں کہ فاسق اہلِ شھادۃ سے ہے۔ لہٰذا فساق کی شھادت سے نکاح منعقد ہو جاتا ہے۔ کیونکہ شھادۃ کی قبولیت سے روکنا نہیں اہلیت شھادت کے بغیر محال ہے۔

ماشاء اللہ
اللھم زد فزد
عمتار علی مدنی

Date

فصل: فی تعریف طریق المراد باالنصوص

نوٹ:

مصنف اس فصل میں نصوص یعنی آیات اور حدیث کی مراد پہچاننے کے طریقے بیان فرمائیں گے۔

سوال:

نصوص کی مراد پہچاننے کے کتنے اور کون کونسے طریقے ہیں؟

جواب:

نصوص کی مراد پہچاننے کے تین طریقے ہیں

نمبر: 01

کوئی لفظ جب ایک کیلئے بطور حقیقت اور دوسرے معنی کیلئے بطور مجاز استعمال ہو تو حقیقت پر عمل اولیٰ ہوگا۔

نمبر: 02

جب کسی لفظ کے معنی میں دو احتمال ہو اور ان میں ایک معنی کی وجہ سے نص میں تخصیص ثابت ہوتی ہو تو محمول کرنا اولیٰ ہے اس معنی پر جس کی وجہ سے نص میں تخصیص پیدا نہ ہوتی ہوں۔

نمبر: 03

جب کوئی نص قرآنی دو قرأتوں سے پڑھی جائے یا کوئی حدیث دو روایتوں سے مروی ہو تو ایسے طریقے پر عمل کرنا اولیٰ ہے جس سے دونوں صورتوں پر عمل کر سکے۔

Date

مثالوں کے ذریعے وضاحت

پہلے طریقے کی مثال

"البنتُ المخلوقةُ من ماءِ الزنا یحرمُ علی الزانی نکاحُها"

وضاحت

جو لڑکی زنا کی وجہ سے پیدا ہوئی ہے۔ احناف کے نزدیک زانی کا اس سے نکاح حرام ہے۔ کیونکہ وہ اس آدمی کی حقیقی بیٹی ہے۔ لہٰذا قرآن پاک اس آیت: "حرمت علیکم امھتکم و بنتکم الخ" میں داخل ہوگی اگرچہ وہ لڑکی مجازاً اس کی بیٹی نہیں سمجھی جاتی کیونکہ نکاح کے بغیر پیدا ہوئی ہے۔ اور کیونکہ نسب معروف بھی نہیں ہے۔ اس سے لیکن چونکہ وہ اس کے پانی سے پیدا ہوئی ہے۔ لہٰذا وہ حقیقت میں اس کی بیٹی ہے اور یہاں حقیقت پر عمل اولیٰ ہے۔

برخلاف امام شافعی کے کہ ان کے نزدیک کہ زانی کا اس سے نکاح کرنا حلال ہے

اس اختلاف کی وجہ سے چند مسائل متفرع ہوں گے۔

01) وطی کا حلال ہونا
2) مہر اور نفقہ کا واجب ہونا
03) وراثت کا جاری ہونا:۔ یہ امام شافعی کے نزدیک ہے۔
اور احناف کے نزدیک اس کے برخلاف ہے۔

دوسرے طریقے کی مثال

"اولا مستم النساءَ"

نوٹ: ملامسۃ کے دو معنی ہیں۔
1) جماع
02) مس بالید۔

Date

وضاحت:

ملامسة کو جماع پر محمول کیا جائیگا تو نص محل بہ پر عمل ہوگا وجود جماع کی تمام صورتوں میں۔

* اگر ملامسہ کو مس بالید پر محمول کیا جائے تو نص بہت ساری صورتوں میں مخصوص ہوگی: جیسے: محارم اور چھوٹی بچی کو چھونا۔

تو ناقص وضو بھی نہیں: امام شافعی کے دو قولوں میں سے زیادہ صحیح قول کے مطابق۔

اس اختلاف کی وجہ سے چند مسائل متفرع ہوں گے۔

01) نماز کا مباح ہونا 02) قرآن کا چھونا

03) تیمم کا لازم ہونا پانی کے نہ پائے جانے کے وقت۔

یہ تمام چیزیں درست ہے ہمارے نزدیک اور امام شافعی کے نزدیک درست نہیں ہے۔

تیسرے طریقے کی مثال

آیت وضو: "وارجلکم"

وضاحت

نصب اور جر دونوں کے ساتھ پڑھا جاتا ہے۔

نصب کی صورت میں مغسول (یعنی "وایدیکم") پر، اور جر کی صورت میں ممسوح (یعنی "برءوسکم") پر عطف ہوگا

* اب ان دونوں پر عمل کرنے کی صورت یہ ہے کہ جر والی قراءت کو موزے پہننے کی صورت اور نصب والی قراءت کو موزے نہ پہننے کی صورت پر محمول کیا جائیگا۔

Date

تیسرے طریقے کی دوسری مثال:

"حتیٰ یطھرن"

اس کی تخفیف اور تشدید کے ساتھ دو قراءتیں ہیں۔
اگر عورت کو دس دن حیض آئے تو تخفیف والی قراءت پر عمل ہوگا یعنی حیض والی عورت سے اس کے غسل کرنے سے پہلے جماع کرنا جائز ہے۔ کیونکہ یہاں اس کا محض باقی ہونا کافی ہے۔ اور وہ حیض کے ختم ہونے سے پاک ہو جاتی ہے۔ اگر عورت کا حیض دس دنوں سے کم دن میں ختم ہو تو تشدید والی قراءت پر عمل کرنا ضروری ہوگا۔ اور وہ جب تک غسل نہ کرے وطی کرنا جائز نہیں ہوگا۔

"تمسکاتِ ضعیفہ"

اس سے مراد وہ دلائل ہیں جو احناف کے نزدیک ضعیف ہیں کی بھی کمزور ہیں کے

س جو دلائل احناف کی وجہ سے کمزور ہیں ان کی نشاندہی اور ضعف کی وجہ بیان کریں؟

ج حضور علیہ السلام کی حدیث پاک ہے۔

"انہ قاء فلم یتوضأ"

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے قے فرمائی اور وضو نہیں کیا۔ اس سے امام شافعی نے یہ دلیل پکڑی کہ قے ناقض وضو نہیں ہے۔

یہ ضعیف ہے: کیونکہ حدیث فعل سے اتنا ثابت ہوتا ہے کہ اس وقت قے وضو کو واجب نہیں کرتی اور اس میں کسی کا اختلاف نہیں ہے۔
اختلاف تو اس کے غیر ناقض وضو ہونے کے بارے میں ہے۔ اور حدیث میں کوئی ایسی بات نہیں جس سے ثابت ہو کہ قے ناقض وضو نہیں۔

Date

(۱) قرآن کی آیت: ﴿ حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ ﴾
اس آیت سے بعض شوافع حضرات نے استدلال کیا کہ پانی میں مکھی گر جائے تو ناپاکی ہو جاتی ہے۔ لیکن یہ استدلال کمزور ہے۔ کیونکہ نص قرآنی سے مردار کا حرام ہونا ثابت ہے اور اس مسئلے میں کسی کا اختلاف نہیں ہے۔ اختلاف تو پانی کے ناپاک ہونے کے بارے میں ہے اور وہ اس آیت سے ثابت نہیں۔

(۲) حضور کا فرمان: "حُتِّيهِ ثُمَّ اقْرُصِيهِ ثُمَّ اغْطِيهِ بِالْمَاءِ"
اس حدیث سے بعض لوگوں نے استدلال کیا کہ سرکہ نجاست کو زائل نہیں ہوتا لیکن یہ استدلال کمزور ہے کیونکہ حدیث سے جو چیز ثابت ہو جاتی ہے وہ یہ ہے۔ کہ جب خون اپنے محل پر موجود ہو اس کو پانی سے دھونا واجب ہے اور اس مسئلے میں اختلاف نہیں ہے: اختلاف تو اس بارے میں ہے کہ خون کے دور ہونے کے بعد وہ جگہ سرکہ سے پاک ہوتی ہے یا نہیں۔

(۳) حضور کا فرمان ﴿ فِي أَرْبَعِينَ شَاةً شَاةٌ ﴾
اس حدیث سے بعض لوگوں نے استدلال کیا کہ بکری کے عوض قیمت دینا جائز نہیں ہے یہ استدلال کمزور ہے: اس لئے کہ حدیث بکری کے واجب ہونے کا تقاضہ کرتی ہے۔ اور اس میں کوئی اختلاف نہیں ہے: اختلاف تو بکری کی قیمت دینے سے واجب زکوۃ کے ساقط ہونے میں ہے۔

(۴) اللہ کا فرمان۔ ﴿ وَأَتِمُّوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ لِلَّهِ ﴾
اس فرمان کے ذریعے ابتداءً وجوب عمرہ پر استدلال کرنا ضعیف ہے: اس لئے کہ نفل پورا کرنے کے وجوب کا تقاضہ کرتی ہے۔ اور پورا کرنا شروع کرنے کے بعد ہوتا ہے اور اس میں کوئی اختلاف نہیں ہے اختلاف تو ابتداءً عمرہ کے واجب ہونے میں ہے۔

فصل: فی تقریر حروف المعانی

حروف کی دو قسمیں ہیں۔ ۱) حروفِ مبانی ۲) حروفِ معانی۔

حروفِ مبانی:

وہ حروف ہے جن سے کلمہ مرکب ہو اور ان کو ترکیب کیلئے ضم کیا گیا ہو یعنی جن کو جوڑ کر کلمہ بنایا جاتا ہو اور وہ خود کلمہ نہ ہو جیسے "ضرب" ض، ر، ب۔

حروفِ معانی:

وہ حروف ہے جو ترکیب سے زائد کسی اور معنی کیلئے بھی وضع کئے گئے ہو اور یہ معنی پر بھی دلالت کرتے ہوں۔

س: وہ کونسے حروف ہیں جن سے یہاں بحث کی جائے گی؟

ج: وہ گیارہ حروف ہیں۔

۱) واؤ ۲) فاء ۳) ثُمَّ
۴) بَلْ ۵) لٰكِنْ ۶) أَوْ
۷) حَتّٰى ۸) اِلٰى ۹) عَلٰى
۱۰) فِيْ ۱۱) باء۔

س: واؤ کس معنی کیلئے آتا ہے۔ اور اس سلسلے میں امام شافعی کا کیا اختلاف ہے اور مثال بیان کریں؟

ج: عاطفے ترتیب واؤ مطلق جمع کیلئے آتا ہے۔

Date

امام شافعی: اسے ترتیب کیلئے قرار دیتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ان کے نزدیک وضوء میں واجب ہے۔

(*) واؤ مطلق جمع کیلئے ہوتا ہے اس کا مطلب یہ ہے۔ کہ واؤ اس بات پر دلالت کرتا ہے۔ معطوف اور معطوف علیہ دونوں ایک ہی حکم میں شریک ہیں اس میں ترتیب اور تراخی اور مقارنت کا لحاظ نہیں ہوتا۔

واؤ مطلق جمع کیلئے ہوتا ہے اس کی مثال:-

ہمارے علماء فرماتے ہیں۔ اگر کسی شخص نے اپنی بیوی سے کہا۔
(ان دخلتِ زیدًا و عمرًا فانتِ طالقٌ)۔ تو اس صورت میں اگر اس نے پہلے عمرو سے پھر زید سے گفتگو کی تو بھی طلاق ہو جائے گی۔

اسی طرح اگر اس نے کہا۔ (ان دخلتِ ھٰذہ الدّار و ھٰذہ الدّار فانتِ طالقٌ) اب اگر عورت دوسرے گھر میں پہلے اور پہلے گھر میں بعد میں داخل ہوئی تو بھی طلاق ہو جائے گی۔

امام محمد فرماتے ہیں اگر کسی شخص نے اپنی بیوی سے کہا۔
(ان دخلتِ الدّار فانتِ طالقٌ)۔ تو اس وقت طلاق ہو جائے گی۔

معلوم ہوا کہ واؤ ترتیب کو نہیں چاہتا کیونکہ اگر واؤ ترتیب کو چاہتا تو طلاق دخول پر مرتب ہوتی اور اس صورت میں اس کا فعل متعلق ہوتا یعنی طلاق گھر میں داخل ہونے کے ساتھ معلق ہوتی اس وقت واقع ہوتی۔

س: کیا واؤ کسی اور معنی کیلئے بھی آتا ہے؟

ج: کبھی واؤ حال کیلئے بھی آتا ہے۔ اس وقت وہ حال اور ذوالحال کو جمع کر دیتا ہے اس وقت واؤ معنی شرط کا فائدہ دیگا۔

مثال:

جب آقا نے عبد ماذون سے کہا (أَدِّ إِلَيَّ أَلْفًا وَأَنْتَ حُرٌّ)

وضاحت:

جب آقا نے کہا تو مجھے ایک ہزار روپیہ ادا کر اس حال میں کہ تو آزاد ہے تو ایک ہزار روپیہ ادا کرنا آزاد ہونے کیلئے شرط ہے۔

دوسری مثال:

امام محمد سیر کبیر میں فرمایا: جب امام نے کفار سے کہا۔ (افتحوا الباب وانتم آمنون)۔ تو امن کیلئے دروازہ کھولنا شرط ہوگا اس کے بغیر امن حاصل نہیں ہوگا۔

تیسری مثال:

امام نے اگر حربی سے کہا (انزل وانت آمنون)۔ تو جب تک نہیں اترے گا امن کا مستحق نہیں ہوگا

س: واؤ کو حال پر محمول کرنے کیلئے کوئی شرط ہے؟

ج: جی ہاں: کیونکہ واؤ کو حال کے معنی میں بطور مجاز لیا جاتا ہے لہذا دو چیزوں کا پایا جانا ضروری ہے۔

(1) لفظ میں معنی حال کا احتمال ہوں۔

(2) معنی حال ~~پر دلالت~~ کے ثبوت پر کوئی دلالت (قرینہ) بھی موجود ہو۔

Date

س اگر کسی شخص نے اپنی بیوی سے کہا: "انت طالق وانت مریضة" اور حالیہ تو اس صورت میں واؤ کس معنی میں لیا جائے گا؟

ج: اس مثال میں دو صورتیں ہیں۔

پہلی صورت

فی الحال طلاق واقع ہو جائے گی اور وہ عاطفہ ہوگی۔

دوسری صورت

اگر اس نے تعلیق کی نیت کی۔

(یعنی طلاق کو معلق کرے گی) تو اس کی نیت دیانۃ (یعنی اللہ اور اس کے درمیان درست ہوگی) لہذا مقضاءً اور واؤ حال کے معنی میں ہوگا۔

کسی شخص نے کہا (خُذْ هٰذِهِ الْاَلْفَ مُضَارِبَةً وَاعْمَلْ بِهَا فِي الْبَزِّ)۔ تو اس صورت میں واؤ حال کا معنی نہیں دے گا اور مضاربۃ عام ہوگی۔ کیونکہ "واعمل بها في البز" حال بننے کی صلاحیت نہیں رکھتا اس لئے کہ یہ جملہ انشائیہ ہے۔

فصل: الفاء

س فاء کس معنی میں آتا ہے؟

ج: فاء تعقیب مع الوصل کیلئے آتا ہے۔

س تعقیب مع الوصل سے کیا مراد ہے؟ مع مثال بیان کریں؟

تعقیب مع الوصل کا مطلب:

معطوف معطوف علیہ کے فوراً بعد واقع ہو اور ان دونوں کے درمیان کوئی فاصلہ نہ ہو۔

"لہٰذا" اس وجہ سے فاء کو جزاؤں میں استعمال کیا جاتا ہے کیونکہ جزا شرط کے بعد آتی ہے۔

مثال

جب بائع نے کہا۔ (بعتُ منكَ هذا العبدَ بالف)
اور مشتری نے کہا (فهو حرٌّ) لہٰذا مشتری کا قول بیع کیلئے قبول ہوگا اقتضاءً
یعنی ضمنی طور پر اور آزادی مشتری کی جانب سے بیع کے بعد ثابت ہو جائے گی

برخلاف مالو قال
اگر مشتری "فهو حرٌّ" کی جگہ "وهو حرٌّ" یا "أو هو حرٌّ"
کہے تو بیع کو رد کرنا قرار پائے گا۔

تعقیب مع الوصل کی دوسری مثال

اسی طرح اگر کسی نے درزی سے کہا "انظر إلى هذا الثوب
أيكفيني قميصًا" درزی نے دیکھ کر کہا "نعم" پھر کپڑے والا کہے "فاقطعه"
اب درزی نے کپڑا کاٹ دیا لیکن دیکھا کہ پورا نہیں تو درزی اس کا ضامن ہوگا
کیونکہ مالک نے کاٹنے کا حکم کفایت کے بعد دیا ہے۔ برخلاف: کپڑے والے کے قول
"اقطعه" أو "وقطعه" کے۔

س: کیا حرف فاء کسی اور معنی کیلئے بھی آتا ہے؟

ج: کبھی حرف فاء مجازاً بیانِ علت کیلئے بھی آتا ہے۔

نوٹ

فاء کا مجازی معنی اس صورت میں یہاں مراد ہوگا جب حقیقی معنی
متعذر ہو۔

مثال

جب کسی آدمی آقا نے اپنے غلام سے کہے (ادِّ إليَّ ألفًا فأنتَ حرٌّ)
تو غلام اسی وقت آزاد ہو جائے گا اگرچہ اس نے کچھ بھی ادا نہ کیا ہو البتہ ایک
ہزار اس کے ذمہ میں دین ہوں گے۔

Date

س حدیث کی روشنی میں منکوحہ لونڈی کے آزاد ہونے سے اسے اختیار کیسے ثابت ہوتا ہے؟

ج: حضرت بریرہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی مکاتبہ لونڈی تھی جب انہیں آزاد کیا گیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "ملکت بضعك فاختاري" چونکہ یہاں فاء بیانِ علت کیلئے ہے۔ لہٰذا مطلب یہ ہے کہ تو آزادی کے سبب اپنے بضع کی مالک ہو چکی ہے۔ لہٰذا تجھے اختیار ہے نکاح میں رہے یا فسخ کر دے۔

س حدیثِ بریرہ میں حرفِ فاء بیانِ علت کیلئے ہے۔ اس سے یہ کیسے ثابت ہوتا ہے۔ کہ طلاق کا اختیار عورت کی حالت سے ہوتا ہے مرد سے نہیں؟

ج: منکوحہ عورت کی بضع مرد کی ملکیت ہوتی ہے۔ اور وہ اس کے آزاد ہونے سے زائل نہیں ہوتی بلکہ اس میں اضافہ ہوتا ہے کیونکہ پہلے (جب لونڈی تھی) وہ دو طلاقوں سے نکاح سے نکل رہی تھی اب (یعنی آزاد ہونے کے بعد) شوہر کو تین طلاقوں کا اختیار حاصل ہوگا لہٰذا شوہر کی ملکیت بڑھ گئی اس صورت میں عورت کو نقصان پہنچنے کا خطرہ ہوتا ہے لہٰذا اس کی وجہ سے اختیار دیا گیا ہے۔ چاہے تو نکاح برقرار رکھے یا توڑ دے۔

* اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ شوہر کو تین طلاقوں کی ملکیت عورت کے آزاد ہونے سے حاصل ہوئی ہے اگر وہ منکوحہ لونڈی ہوتی تو شوہر کو دو طلاق کا اختیار ہوتا۔

* لہٰذا اس سے معلوم ہوا کہ طلاق کی تعداد کا اختیار عورت کی حالت پر موقوف ہے۔ شوہر کے آزاد یا غلام ہونے سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔

* "احناف کے نزدیک"

طلاقوں کی تعداد عورت کی حالت پر موقوف ہے۔

* "شوافع کے نزدیک"

طلاقوں کی تعداد مرد کی حالت پر موقوف ہے یعنی اگر مرد آزاد ہے تو تین طلاق کا اختیار اور غلام ہے تو دو طلاق کا اختیار ہے۔

فصل: ثُمَّ

س: "ثُمَّ" کس معنی کیلئے آتا ہے۔ کامل وضاحت اور اس میں امام اعظم اور صاحبین کا کیا موقف ہے؟

ج: "ثُمَّ" تراخی کیلئے آتا ہے۔ یعنی "ثُمَّ" اپنے معطوف کو معطوف علیہ کے ساتھ ملحق کرتا ہے لیکن تاخیر و مہلت کے ساتھ۔

امام اعظم کے نزدیک: "ثُمَّ" لفظ اور حکم دونوں میں تراخی کا فائدہ دیتا ہے۔

صاحبین کے نزدیک: "ثُمَّ" فقط حکم میں تراخی کا فائدہ دیتا ہے۔

لفظ کے اعتبار سے تراخی کا مطلب: متکلم نے معطوف اور معطوف علیہ کے درمیان سکوت کا وقفہ نہ کیا ہو لیکن تقدیراً ان کے درمیان وقفہ سمجھا جائے گا۔

حکم کے اعتبار سے تراخی کا مطلب: معطوف کیلئے حکم معطوف علیہ کے حکم کے کچھ دیر بعد ثابت ہوگا۔

نوٹ: مثال سمجھنے سے پہلے اس بات کو ذہن نشین کر لیں کہ غیر مدخول بہا ایک طلاق کے ساتھ بائنہ ہو جاتی ہے۔ اگر شوہر نے دوسری تیسری طلاق دی تو طلاق لغو ہو جائیگی۔

مثال:

جب شوہر نے غیر مدخول بہا بیوی سے کہا۔ "اِنْ دَخَلْتِ فَاَنْتِ طَالِقٌ ثُمَّ طَالِقٌ ثُمَّ طَالِقٌ"

امام اعظم کے نزدیک پہلی طلاق شرط کی وجہ سے دخول دار پر معلق ہوگی۔ اور دوسری طلاق فوراً واقع ہوگی کیونکہ شوہر نے پہلی طلاق کو دخول دار پر معلق کیا پھر کچھ دیر خاموش رہا پھر "ثُمَّ طَالِقٌ" کہا اور اس ما قبل دوسری طلاقوں کی شرط کے ساتھ معلق نہیں لہٰذا فی الحال طلاق ہو جائے گی۔ اور تیسری طلاق لغو ہو جائے گی۔ کیونکہ غیر مدخول بہا ایک طلاق کے بعد بائنہ ہوگی اب یہ محل

Date

طلاق نہ پڑی اور صاحبین کے نزدیک تینوں طلاقیں دخول دار پر معلق ہوگی پھر دخول کے وقت ترتیب ظاہر ہوگی۔ لہٰذا دخول کے وقت پہلی طلاق لاحق واقع ہوگی۔ اور دوسری اور تیسری طلاق ہو لغو ہو جائیگی۔

"ختم شد"

فصل: بَل

س بل کس معنی کیلئے آتا ہے مثال کے ساتھ بیان کریں؟

ج: بل غلطی کی تلافی کیلئے آتا ہے۔ یعنی متکلم نے ماقبل والے کلام سے رجوع کرکے مابعد کلام اول کلام کے قائم مقام بنا دیا ہے۔

مثال:

کسی شخص نے کہا "لفلانٍ علیّ الفٌ لا بَل الفانِ"

وضاحت:

اس صورت میں اس (مقر) پر دو ہزار لازم ہونگے۔ کیونکہ لفظ بَل کی حقیقت یہ ہے کہ وہ غلطی کی تلافی کیلئے آتا ہے اس طرح کہ ثانی کو اول کے قائم مقام رکھا جاتا ہے۔ یہاں اس نے ایک ہزار کو لفظ بَل کے ذریعے غلط قرار دے کر دو ہزار کا اقرار کیا ہے۔ لہٰذا اس پر دو ہزار لازم ہونگے۔

یہ ہمارے نزدیک ہے امام زفر کے نزدیک تین ہزار واجب ہونگے

نوٹ:

البتہ فرق اتنا ضرور ہے کہ دو ہزار میں ایک ہزار شامل ہونگے۔ لہٰذا ایک ہزار والے قول کو باطل قرار نہیں دینگے بلکہ پہلے والے ہزار میں ایک اور ہزار ملا کر دو ہزار مکمل کرلے گی۔

Date

کیا جائے ہے۔ کہ جب کوئی شخص اپنی غیر مدخول بیوی سے کہتا ہے۔ "انت طالق لا بل ثنتین" تو وہاں دو کے بجائے ایک طلاق ہوتی ہے۔

اس شخص کا یہ کلام انشاء ہے۔ خبر نہیں ہے۔ اور تلافی خبر میں ہوتی ہے۔ انشاء میں نہیں ہوتی لہٰذا ایک طلاق واقع ہو جائے گی اور "بل ثنتین" کہتے وقت غیر مدخول بھی طلاق کا محل ہی نہیں رہے گی۔ لہٰذا "بل ثنتین" کلام لغو ہو جائے گا

البتہ اگر عورت مدخول بھی ہو تو تین طلاق واقع ہو جائے گی۔ کیونکہ "بل ثنتین" کہتے وقت طلاق کا محل ہے۔

25/10/16
ماشاء اللہ

فصل : لکن

Date

س لکن کس لیئے آتا ہے نیز اس کا حکم کیا ہے اور کلمہ لکن کیلیئے حرف عطف ہونے کیلیئے کتنی شرط ہیں ؟

ج لکن نفی کے بعد استدراک (یعنی سابقہ کلام سے پیدا ہونے والے وہم کو دور کرنے کیلیئے) آتا ہے۔

حکم

لکن کا حکم اپنے مابعد کلام کو ثابت کرتا ہے۔

لکن کے حرف عطف ہونے کیلیئے شرط :-

لکن کے حرف عطف ہونے کیلیئے دو شرطیں ہیں۔

(1) لکن کا مابعد اور ماقبل کلام ایک جنس میں متصل ہو۔

(2) اثبات اور نفی کا محل الگ الگ ہو۔

لکن اور بل میں فرق :-

★ لکن نفی کے بعد واقع ہوتا ہے۔

★ بل نفی اور اثبات دونوں کے بعد واقع ہوتا ہے۔

لکن کی مثال اور وضاحت :-

جب کسی شخص نے کہا " لفلان علیّ الفٌ قرضٌ " تو دوسرے نے کہا " لا ولکنّہ غصبٌ " تو چونکہ کلام میں اتصال ہے لہذا اس پر ایک ہزار لازم ہو جائیں گے۔ اور نفی کا تعلق سبب کے ساتھ ہوگا مال کے ساتھ نہیں ہوگا گویا کہ وہ قرض کی نفی کر رہا ہے اور ایک ہزار بطور قرض ثابت کر رہا ہے۔

دوسری مثال :

کسی شخص نے کہا : لفلانٍ علیّ الفٌ من ثمن الجاریۃ ؛ تو اس فلاں نے کہا " لا جاریۃ جاریتی ولکن علیک الفٌ "

وضاحت :

اس میں بھی سبب کی نفی ہوگی اصل مال کی نفی نہیں ہوگی اور اصلاً ایک ہزار لازم ہو جائیگا۔

Date

کوئی ایسی مثال بیان کریں جس میں حرفِ لکن عطف کیلئے نہ ہوں؟

ایک شخص کے قبضے میں غلام ہو اور وہ کہے: "عفدا لفلان" اس کے جواب میں وہ فلاں کہتا ہے۔ "ماکان لی قط بفلان آخر" تو اس صورت میں اگر کلام متصل ہو تو یہ غلام اس دوسرے مقر لہ کا ہوگا کیونکہ اس نے لکن کے ذریعے اپنے آپ سے نفی کرکے دوسرے کیلئے ثابت کیا ہے۔ اگر کلام میں اتصال نہ ہو تو غلام اس آدمی کا ہوگا۔ جس نے سب سے پہلے اقرار کیا یعنی جس کے قبضے میں ہے۔

کوئی ایسی مثال بیان فرمائیں جس میں لفظ لکن استیناف کیلئے ہو اور عطف کیلئے اس میں نہ ہو اس کے ماقبل اور بعد میں تضاد ہو یعنی اثبات اور نفی کا محل الگ الگ ہو؟

ج: اگر کسی لونڈی نے آقا کی اجازت کے بغیر خود اپنا نکاح کر لیا اور سو درہم مہر مقرر کیا آقا کو معلوم ہوا تو اس نے کہا۔ "لا اجیز العقد بمائۃ درہم لکن اجیزہ بمائۃ وخمسین" تو اس صورت میں لکن عطف کیلئے نہیں ہوگا۔ کیونکہ اس نے یہاں نکاح کو رد کیا پھر اس کی اجازت دے رہا ہے لہٰذا تضاد کی وجہ سے نکاح باطل ہو جائے گا۔

ختم شد

فصل: أوْ

Date

س: أوْ کس معنی کیلئے آتا ہے مع مثال بیان کریں؟

ج: کلمہ أوْ مذکورہ دو چیزوں میں سے ایک کو شامل کرنے کیلئے آتا ہے۔

مثال:

جب یہ فقرہ کہا: "هٰذا حرٌّ أوْ هٰذا"

وضاحت:

مذکورہ قول ایسا ہو جائے گا۔ گویا کہ اس نے کہا "أحدهما حرٌّ" اس وجہ سے اس کو بیان کا اختیار حاصل ہوتا ہے۔

س: کوئی ایسی مثال بیان فرمائے جس میں أوْ واو عطف کیلئے استعمال ہوں؟

ج: اگر کسی کی تین بیویاں ہوں اور وہ کہے "هٰذه طالقٌ أوْ هٰذه وهٰذه"

وضاحت:

تیسری عورت اسی وقت مطلقہ (طلاق یافتہ) ہو جائے گی۔ لیکن پہلی دو میں سے ایک شوہر کے ذمہ ہوگا۔ گویا کہ اس نے یہ کہا: "أحدهما طالقٌ وهٰذه" ثم دونوں میں سے ایک اور اس یعنی تیسری کو طلاق ہو جائے گی۔

س: حالف کا قول "لا أكلمُ هذا أوْ هٰذا وهٰذا" میں امام زفر اور ائمہ ثلاثہ کا کیا موقف ہے؟

ج: مذکورہ قول امام زفر کے نزدیک "لا أكلمُ أحدهذين وهٰذا" کے مرتبے میں ہوگا۔ لہٰذا امام زفر کے نزدیک اس وقت حانث نہیں ہوگا جب تک کہ وہ پہلے دو سے اور تیسرے سے بات نہ کرلے۔

ائمہ ثلاثہ کے نزدیک: اگر صرف اول سے کلام کیا تو حانث ہو جائے گا اور اگر آخری دو میں سے کسی ایک سے کلام کیا تو حانث نہیں ہوگا جب تک کہ ان دونوں سے نہ کلام کرلے۔

قاعدہ:

اگر نکرہ تحت نفی ہو تو عموم کا فائدہ دیتا ہے۔

س اگر کوئی شخص نکاح کے وقت کہے: تزوجتک علی ھذا أو علی ھذا الف درھم او علی ھذا الفین، تو کون سا مہر قرار پائے گا؟

ج امام اعظم کے نزدیک: مہر مثل ہوگا کیونکہ موجب اصلی نکاح کے یہاں مہر مثل ہے۔

س نماز میں تشہد فرض نہیں ہے اسکی کیا وجہ ہے؟

ج حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کی وجہ: "إذا قلت ھذا أو فعلت ھذا فقد تمت صلوتک" تو یہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز کے اتمام کو دو چیزوں میں سے ایک سے معلق کیا ہے۔ یعنی یا تشہد پڑھنا یا قعدہ کرنا تشہد کی مقدار اب چونکہ تشہد کی مقدار فرض قرار دے دیا گیا ہے لہٰذا تشہد فرض نہیں ہوگا۔

س لفظ أو نفی اور اثبات دونوں صورتوں میں ایک جیسا عمل کرتا ہے؟

ج دونوں صورتوں میں اس کا عمل ایک جیسا نہیں ہوتا۔
نفی کی صورت دونوں میں سے ہر ایک سے نفی کرتا ہے بغیر اختیار کے۔
اور اثبات کی صورت میں اس کا قول بطور اختیار دو میں سے کسی ایک کو شامل ہوتا ہے۔

س لفظ أو کس اور معنی میں بھی استعمال ہوتا ہے۔ مع مثال بیان فرمائیں؟

ج: کبھی لفظ "أو" حتی کے معنی میں استعمال ہوتا ہے۔

مثال:

ہمارے اصحاب نے فرمایا۔ اگر کسی نے قسم اٹھائی اور کہا: "لا ادخل ھذہ الدار أو ادخل ھذہ الدار" اس مثال میں "او" حتی کے معنی میں ہے۔

Date

وضاحت:

اگر وہ شخص پہلے گھر میں داخل ہوا تو حانث ہوگا اور اگر دوسرے گھر میں داخل ہوا تو قسم پوری ہو جائے گی۔

فصل: حتّٰی

س لفظ حتّٰی کس معنی میں استعمال ہوتا ہے مع مثال بیان فرمائیں؟

ج لفظ حتّٰی اپنے اصل وضع کے اعتبار سے "الٰی" کی طرف غایت لیئے ہوتا ہے۔ جس کے لیئے شرط یہ ہے کہ اس کا ماقبل امتداد کی اور مابعد غایت بننے کی صلاحیت رکھتا ہو۔

مثال:

عبدی حرٌ ان لم اجرک حتّٰی یشفع فلانٌ، أو حتّٰی تبیع أو حتّٰی یدخل ایل:

وضاحت:

ان تمام صورتوں میں حتّٰی کا ماقبل یعنی مارتا امتداد کو قبول کرتا ہے۔ کیونکہ بار بار مارنے سے امتداد پایا جائے گا۔ اور حتّٰی کا مابعد کی تمام صورتیں اس مارنے کا اختتام کی صلاحیت رکھتی ہیں۔ یعنی کسی کی سفارش کرنا یا مارنے والے کی بیچنے وغیرہ: اگر الف مارنے سے رک جائے غایت سے پہلے تو حانث ہو جائے گی۔

س حتّٰی اصل وضع میں غایت لیئے ہے دو شرائط کے پائے جانے کے وقت اگر وہ شرائط نہ پائی جائے تو حتّٰی کس معنی میں ہوگا۔ مع مثال بیان کریں؟

ج اگر شرط نہ پائی جائے یعنی پہلے والا قابلِ امتداد نہ ہو اور حتّٰی کے بعد والا غایت بننے کی صلاحیت نہ رکھتا ہو تو حتّٰی سے ماقبل سبب اور مابعد جزاء قرار پائے گا۔

مثال ماقبل سبب اور مابعد جزاء کی:

جب مولیٰ نے کہا: عبدی حرٌ انلم اتک حتّٰی تغدینی۔

Date

وضاحت:

ناشتہ کروانا نہ آنے کی غایت نہیں بن سکتا اس لیے کہ وہ ناشتہ تو بار بار آنے کا سبب ہے لہٰذا یہاں حتیٰ غایت کیلئے نہیں ہوگا بلکہ یہ لام کی کے معنی میں ہوگا

س: حتیٰ عطف محض کیلئے کب آتا ہے مع مثال بیان فرمائیں؟

ج: اگر حتیٰ کا مابعد اوّل کی یعنی ماقبل جزاء بننے کی صلاحیت رکھتا نہ ہو تو اس وقت حتیٰ عطف محض پر محمول کیا جائے گا۔

مثال: عبدی حرٌّ اِثْمَ آیتک حتّٰی أتغدّی عندی الیوم

9/11/23

ماشاء اللہ

اللہ زد فزد

ممتاز علی مدنی

فصل: الیٰ

س الیٰ کس معنی کیلئے آتا ہے؟

ج الیٰ انتہاء و غایت کیلئے آتا ہے۔ لیکن اس کی دو صورتیں ہیں۔
1) بعض اوقات میں الیٰ امتداد حکم کو آگے بڑھنے کیلئے آتا ہے۔
2) بعض صورتوں میں الیٰ اسقاط حکم یعنی مابعد کو حکم سے ساقط کرنے کیلئے آتا ہے۔

س ان دونوں صورتوں میں کیا فرق ہے مثال سے بیان فرمائیں؟

ج پہلی صورت میں غایۃ معنیا (الیٰ کے مابعد) میں داخل نہیں ہوگا۔ لیکن دوسری صورت میں غایۃ معنیا (یعنی الیٰ کے مابعد) میں داخل ہوگا۔

پہلی صورت کی مثال:

کسی شخص نے کہا۔ (اشتریت ھذا الحمار الیٰ ھذہ الحائط)۔
اس صورت میں حائط (یعنی دیوار) بیع میں داخل نہیں ہے۔

دوسری صورت کی مثال:

کسی شخص نے قسم اٹھائی۔ (لا اکلم فلانا الیٰ شھر)
اس صورت میں شھر (یعنی مہینہ) حکم میں داخل ہوگا۔

ان مذکورہ بحث کے تحت میں امام اعظم، امام یوسف، امام محمد، امام زفر کے درمیان اگر اختلاف مسئلہ بیان فرمائیں؟

ج ہمارے نزدیک وضو کرتے وقت کہنیاں، ٹخنے، ہاتھوں اور پاؤں کو دھونے کی فرضیت میں شامل ہے۔

س کیا کلمہ الیٰ کسی اور معنی کیلئے بھی آتا ہے؟

ج کبھی کلمہ الیٰ حکم کو غایۃ تک موقوف کرنے کیلئے آتا ہے۔

مثال: اسی وجہ سے اگر کوئی شخص اپنی بیوی سے کہے، "انت طالق الیٰ شھر"
اور اس کی کوئی نیت نہ ہو تو ہمارے نزدیک اسی وقت طلاق نہ ہوگی بلکہ ایک مہینہ گزر

فصل "علیٰ"

س: لفظ علیٰ کس معنی کیلئے آتا ہے مع مثال بیان فرمائیں؟

ج: لفظ علیٰ الزام کیلئے آتا ہے۔ اور اس کا لغوی معنی (اصلی): تفوق (فوقیت) اور تعلی (بلندی) کے معنی کا فائدہ دیتا ہے۔

مثال:

اگر کسی نے کہا۔ لفلانٍ علیّ الفٌ

اس کو قرض پر محمول کیا جائیگا۔ برخلاف عندی یا قبلی کے۔

س: کوئی ایسی مثال بتائیں جس میں کلمہ علیٰ تفوق اور تعلی کا فائدہ دیتا ہے؟

ج: امام محمد "سیر کبیر" میں فرماتے ہیں۔ جب امیر قلعہ نے مسلمان مجاہدین ~~کو امن دیا تو یہ دس اس کے علاوہ~~ کو کہا: (آمنونی علی عشرۃ من اھل الحصن) اگر مسلمان نے اس کو امن دے دیا تو یہ دس اس کے علاوہ ہوں گے اور تعین کا اختیار بھی اسے حاصل ہوگا اس سے معلوم ہوا کہ اسے جو دس پر فوقیت حاصل ہے۔ وہ "علیٰ عشرۃ" کہنے کی وجہ سے ہے

س: کلمہ علیٰ اور کس معنی کیلئے آتا ہے۔ مع مثال:

ج: کلمہ علیٰ بعض اوقات مجازاً باء کے معنی میں آتا ہے۔ اور کبھی شرط کے معنی میں آتا ہے

مثال علیٰ بمعنی باء:

اگر کسی شخص نے کہا: (بعتک ھذا علی الف)

یہاں ہزار درہم معاوضہ کے طور پر مذکور ہوئے ہیں۔ لہٰذا لفظ علیٰ باء کے معنی میں ہوگا اور یہ اس کا مجازی معنی ہے۔

مثال علیٰ بمعنی شرط:

اللہ کا فرمان۔ (یبایعنک علی ان لا یشرکن باللہ شیئا)

فصل: فی

Date

س کلمہ فی کس معنی کیلئے آتا ہے۔ مع مثال؟

ج: کلمہ فی ظرف کیلئے آتا ہے۔

مثال:

کسی شخص نے کہا: (غضبت ثوبا فی منزلی او تمرا فی فوطرقی)

تو دونوں صورتوں میں اس پر کوئی چیز لازم ہو جائیگی۔

س کلمہ فی کس ظرف میں استعمال ہوتا ہے؟

ج: کلمہ فی ظرف زمان و مکان اور مفعول لغوی (مصدر) میں بھی استعمال ہوتا ہے۔

مثال ظرف زمان کی:

ظرف زمان میں کلمہ فی کے استعمال میں صاحبین اور امام اعظم کا اختلاف ہے۔

صاحبین کا قول: ظرف زمان میں کلمہ فی کو حذف کرنا اور ظاہر کرنا برابر ہے۔ یعنی معنی میں تبدیلی نہیں ہوگی۔

(انت طالق فی غد، انت طالق غدا) کے مرتبہ میں ہوگا۔ یعنی دونوں صورتوں میں طلوع فجر کے وقت طلاق ہوگی۔

امام اعظم کا قول: ظرف زمان میں "فی" کو حذف کرنے کی صورت میں طلوع فجر کے وقت طلاق ہوگی۔ اور ظرف زمان میں فی کو ظاہر کرنے کی صورت میں اگر نیت کی تو جزء مبہم یعنی طلوع فجر میں طلاق ہوگی۔

قاعدہ:

کلمہ فی کو اگر مکان میں استعمال کیا جائے۔ اور اس چیز میں استعمال کیا جائے جو کسی جگہ کے ساتھ خاص نہیں ہوتی تو اس صورت میں فی ظرفیت والا معنی مراد نہیں ہوگا۔

ظرف مکان کی مثال:

کسی شخص نے کہا: (انت طالق فی الدار او فی الدار)

وضاحت:

تو علی الاطلاق طلاق واقع ہو جائے گی۔ تمام جگہوں میں مذکورہ قاعدہ کے وجہ سے۔

س جب کلمہ فی میں ظرفیت کا معنی پایا جائے اس صورت میں کوئی شخص کسی فعل پر قسم اٹھائے اور اس فعل کی اضافت کرے زمان یا مکان کی طرف تو کیا حکم ہوگا وضاحت

ج: اگر کسی نے قسم اٹھائی کسی فعل پر اگر فعل لازم ہے۔ تو پوری کرنے کیلئے فاعل کا زمان یا مکان میں موجود ہونا شرط ہوگا۔

• اگر فعل متعدی ہے تو مفعول کا زمان یا مکان میں موجود ہونا شرط ہے۔

مثال دوسری صورت کی:

کسی نے کہا: إن ضربتک في المسجد فکذا؛

تو حانث ہونے کیلئے مضروب کا مسجد میں یعنی مکان میں ہونا شرط ہے۔

مثال پہلی صورت کی:

کسی نے کہا: إن شتمتک في المسجد فکذا۔

قسم پوری کرنے کیلئے شاتم کا مسجد میں ہونا ضروری ہے۔

س اگر کلمہ فی "فعل لغو" میں ہو تو کس معنی میں ہوگا؟

ج: اگر کلمہ فی، فعل پر داخل ہو تو شرط کے معنی دیتا ہے۔

مثال:

امام محمد فرماتے ہیں۔ اگر کسی شخص نے اپنی بیوی سے کہا: انت طالق في دخولک الدار

وضاحت:

گھر میں داخل ہونا وقوع طلاق کیلئے شرط ہوگا۔

فصل: الباء

Date

س لفظ باء کس معنی کیلئے آتا ہے؟

ج اصل لغت کا اس بات پر اجماع ہے کہ لفظ باء وضع لغت میں الصاق کیلئے آتا ہے۔ اور باقی معانی میں لفظ باء مجازاً استعمال ہوتا ہے۔

• کلام میں اصل ملصق ہے۔ اور ملصق بہ تابع ہے۔

'قاعدہ'

تابع اصل کے ساتھ ملصق ہے۔ اصل تابع کے ساتھ ملصق نہیں ہے۔

'مثال باء کی'

اگر کوئی شخص کہے: (بعت ملك هذا العبد بكذا من الحنطة)

اس مثال میں غلام مبیع اور گندم ثمن ہوگا۔ لہٰذا جب حرف باء بدل (ثمن) پر داخل ہوا تو یہ اس بات کی دلیل ہے کہ یہ۔ مبیع میں ثمن تابع ہے جو اصل کے ساتھ ملصق ہے۔ لہٰذا مبیع کے معاملے میں جس پر حرف باء داخل ہوگا وہ مبیع نہیں بلکہ ثمن ہوگا۔

'مثال الثانی'

ہمارے علماء فرماتے ہیں۔ اگر کسی شخص نے اپنے غلام سے کہا۔ ان اخبرتنی بقدوم فلان فانت حر۔

اس سے یہی خبر مراد ہوگی یعنی ایسی خبر جو اس فلان کے آنے کے ساتھ متصل ہو کیونکہ باء کا یہی تقاضہ ہے اگر کسی نے جھوٹی خبر دی تو آزاد نہ ہوگا کیونکہ یہ خبر اس کے آنے کے ساتھ متصل نہیں ہے۔

فصل: فی وجوہ البیان

س: بیان کے کتنے اور کون کونسے طریقے ہیں؟

ج: بیان کے سات طریقے ہیں۔

01) بیانِ تقریر 02) بیانِ تفسیر 03) بیانِ تعبیر
04) بیانِ ضرورت 05) بیانِ حال 06) بیانِ عطف
07) بیانِ تبدیل۔

س: بیانِ تقریر کی تعریف مع مثال؟

ج: لفظ کا معنی ظاہر ہو لیکن اس میں کسی دوسرے معنی کا بھی احتمال ہو تو متکلم ظاہری معنی کے ساتھ اپنی مراد کو واضح کر دے اس طرح کے بیان سے ظاہر کا حکم پختہ ہو جائیگا۔

مثال بیانِ تقریر کی:

کسی شخص نے کہا: "لفلانٍ علیّ علی قفیز حنطۃ بقفیز البلد" وضاحت:

اس شخص کا قول: قفیز البلد بیان تقریر سے ہے کیونکہ یہ احتمال بھی تھا کہ شہر کے علاوہ کسی دوسرے جگہ کا قفیز مراد ہو۔ تو جب متکلم نے "بقفیز البلد" کا لفظ بولا تو ظاہری معنی یعنی شہر کا قفیز پکا ہو گیا۔

21/11/23
ماشاء اللہ
ممتاز علی مدنی مجددی

Date

فصل: بیان التفسیر

بیان تفسیر کی تعریف مع مثال:

جب لفظ کی مراد واضح نہ ہو تو متکلم اپنے بیان سے اس کی وضاحت کردے۔

بیان تفسیر کی مثال:

جب کسی شخص نے کہا۔ (لفلان علیّ شیء) یعنی فلاں کی مجھ پر کوئی چیز ہے پھر متکلم نے اس کی تفسیر (بثوب) یعنی کپڑے سے کردی تو یہ بیان تفسیر ہے۔

بیان تقریر و بیان ملائم کا حکم بیان کریں؟

ان دونوں قسموں کا حکم یہ ہے یہ متصلا اور منفصلا دونوں طرح سے صحیح ہوتا ہے۔ یعنی بیان تفسیر و بیان تقریر پچھلے کلام سے ملا کر یا الگ دونوں طرح صحیح ہوتا ہے۔

فصل: بیان التغییر

بیان تغییر کی تعریف مع مثال:

متکلم اپنی زبان کے ذریعے اپنے معنی کو بدل دے

مثال: تعلیق اور انشاء ہیں۔

وضاحت:

ایک شخص نے کہا کہ ان دخلت الدار کہ تو اس میں غلام کی شرط کے بغیر آزاد ہو رہا ہے۔ لیکن متکلم نے ان دخلت الدار کہہ کر خریدے غلام کا مفہوم بدل دیا۔ اور اسے مشروط کر دیا۔

معلق بالشرط کے متعلق ہمارے اصحاب اور امام شافعی کے درمیان کیا اختلاف ہے۔ دو مثال بیان فرمائیں۔

احناف کے نزدیک: معلق بشرط اُس وقت سبب بنتا ہے۔ جب شرط پائی جائے۔ اُس سے پہلے نہیں۔

امام شافعی کے نزدیک:

تعلق فی الحال سبب ہے۔ البتہ شرط کا نہ پایا جانا حکم سے مانع ہے۔

Date

مثال:-
جب کسی شخص نے کسی اجنبی عورت سے کہا:
ان تزوجتک فانت طالق۔
امام شافعی کے نزدیک یہ تعلیق باطل ہے کیونکہ تعلیق کا حکم یہ ہے کہ صدر کلام علت بن سکے اور یہاں طلاق اور عتاق علت نہیں بن سکتے کیونکہ ان کی اضافت اپنے محل ~~طلاق اور عتاق~~ کی طرف نہیں ہے۔

احناف کے نزدیک:- یہ تعلیق صحیح ہے اگر اس نے اجنبی عورت سے نکاح کیا تو طلاق واقع ہو جائے گی۔ کیونکہ احناف کے نزدیک معلق بالشرط شرط کے پائے جانے کے وقت سبب ہوتا ہے۔ نہ کہ اس سے پہلے لہذا یہ تعلیق صحیح ہے۔
کیا احناف کے نزدیک وقوع تعلیق ہونے کیلئے کوئی شرط ہے جو مثال تحریر کریں؟
احناف کے نزدیک وقوع تعلیق کے صحیح ہونے کیلئے دو باتیں ہیں۔ جن میں سے ایک کا ہونا شرط ہے: یا تو ملک کی طرف اس کی اضافت ہو یا سبب ملک کی طرف اس کی اضافت ہو۔

مثال:-
اگر کسی نے اجنبی عورت سے کہا: ان دخلت الدار فانت طالق؛ پھر اس سے نکاح کیا پھر اس کے بعد شرط بھی پائی گئی تو طلاق واقع نہیں ہو گی۔ کیونکہ وہ اجنبی تعلیق کے وقت اس کی ملکیت نہیں ہوتی اور سبب ملک یعنی نکاح کی طرف کی اضافت نہیں۔

Date

فصل : بیانِ ضرورت

بیانِ ضرورت کی مع تعریف دو مثال تحریر کریں؟

جو متکلم کے کلام سے اقتضاءً سمجھ آرہا ہو اور متکلم کے کلام میں اس بیان کیلئے کوئی لفظ موجود نہ ہو۔

مثال:

اللہ کا فرمان: وورثہ ابوہ فلامہ الثلث

اس آیت سے معلوم ہوا کہ میت کی وراثت میں ماں باپ دونوں شریک ہے اور ماں کا تیسرا حصہ بیان کر دیا تو اس سے باپ کا حصہ خود بخود اقتضاءً معلوم ہو گیا۔ کیونکہ جب ماں کا تیسرا حصہ ہے تو باقی دو حصے باپ کے ہوں گے حالانکہ اس کیلئے کوئی لفظ استعمال نہیں کیا گیا۔

فصل : بیان حال

بیانِ حال کی تعریف اور دو مثالیں تحریر کریں؟

جس جگہ کچھ بیان کرنے کی ضرورت ہو اور وہاں خاموشی اختیار کر لی جائے تو یہ خاموشی بیانِ حال کہلائے گی۔

مثال اوّل:

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی کو کوئی کام کرتے ہوئے دیکھا اور اسے روکا نہیں بلکہ خاموشی اختیار کر لی تو آپ کی یہ خاموشی بیانِ حال ہوگا کہ شرعاً یہ کام جائز ہے۔

مثال الثانی:

اگر کسی شریک (شفیع) کو معلوم ہو کہ اس کے ساتھ والا گھر فروخت ہو رہا ہے۔ تو اس کو شفعہ کا حق حاصل ہے لیکن جب اس کو گھر کی بیع کا علم ہو تو یہ خاموش رہا تو اس کا سکوت یہاں بیانِ حال ہوگا کہ وہ اس بیع پر راضی ہے اس لئے اس کا حق شفعہ ساقط ہو جائے گا۔

فصل : بیانِ عطف

س : بیانِ عطف کی اصطلاحی اور لغوی تعریف بیان کریں؟

ج : بیانِ عطف وہ بیان ہے جو عطف کی وجہ سے بیان بن کر واقع ہو یعنی عطف کے ذریعے کسی چیز کو بیان کیا جائے۔

عطف کا لغوی معنی : لوٹانا اور موڑنا ہے۔ اور عطف بھی اپنے ماقبل کی طرف لوٹاتا ہے۔

عطف کی صورت ثلاثہ بیان کریں جبکہ مثال :

پہلی صورت :

یہ ہے کہ مفرد کا عطف مجمل جملے پر ہو رہا ہو اور مفرد مکیلی یا موزونی چیز ہو تو عطف اس جملے کا بیان ہوگا۔

مثال :

کسی شخص نے کہا۔ لفلانٍ علیَّ منۃٌ ودرھمٌ۔

اس مثال میں "منۃ" کا "درھم" پر عطف ہے۔ اور عطف بیان کے مرتبہ میں ہوگا۔ مطلب یہ ہوگا کہ معطوف علیہ جو معطوف کی جنس سے ہے۔ جس طرح معطوف سے مراد درھم ہے اس طرح معطوف علیہ سے مراد بھی درھم ہے۔

دوسری صورت :

یہ ہے کہ عددِ مرکب کا عطف ہو کسی مجمل جملے پر اور وہ عددِ مرکب مکیلی یا موزونی چیز ہو یا غیر مکیلی یا غیر موزونی چیز ہو تو یہ عطف بھی بالاتفاق بیان ہوگا۔

مثال :

کسی شخص نے کہا : لفلانٍ علیَّ منۃٌ وثلاثۃٌ۔

اس مثال میں منۃٌ کا ثلاثۃٌ پر عطف ہے اور یہ عطف بیان کے مرتبہ میں ہوگا۔ مطلب یہ ہوگا کہ معطوف علیہ معطوف کی جنس سے ہے جس طرح معطوف سے مراد ثلاثہ ہے اس طرح معطوف علیہ سے مراد بھی ثلاثہ ہے۔

Date

تیسری صورت:

یہ ہے کہ مفرد کا عطف کسی مجمل جملے پر ہو رہا ہو اور وہ مفرد غیر مستقل یا غیر موزون ہو تو یہ عطف بیان کیلئے ہوگا یا نہیں اس میں اختلاف ہے۔

حنفیہ کے نزدیک: یہ عطف بیان کیلئے نہیں ہوگا۔

جمہور کے نزدیک: یہ عطف بیان کیلئے ہوگا۔

مثال:

کسی شخص نے کہا: لِفلانٍ عليَّ مئةٌ وشاةٌ۔

فصل: بیان تبدیل

س: بیان تبدیل کی تعریف اور بیان تبدیل کس کیلئے شرط ہے؟

ج: کسی حکم کو قطع کر دینا اور منسوخ کر دینا تبدیل کہلاتا ہے۔

* بیان تبدیل اور حکم کو منسوخ کرنا صرف صاحب شرع یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے جائز ہے۔ لیکن بندوں کیلئے جائز نہیں ہے۔

نوٹ:

اس مذکورہ بات (یعنی لا یجوز النسخ من العباد) پر مصنف نے دو مثالیں۔ کل کا استثناء کل سے کرنا جائز نہیں ہے۔ جیسے کسی آدمی سے کہنا۔ لہ علیَّ مئةٌ إلّا مئةٌ۔

آدمی کا یہ استثناء باطل ہو جائیگا۔ کیونکہ کل کا استثناء کل سے کرنا یہ حکم کو منسوخ و تبدیل کرنا ہے۔ اور بندے کیلئے حکم کو منسوخ کرنا جائز نہیں۔

* اسی طرح طلاق، عتاق اور اقرار سے رجوع جائز نہیں کیونکہ یہ بھی کل کا کل سے استثناء کرنا ہے اور کل کا کل سے استثناء کرنا حکم کو منسوخ کرنا ہے۔ اور حکم کو منسوخ کرنا بندے کیلئے جائز نہیں ہے۔

ماشاء اللہ
اللھم زد فزد

س: کوئی ایسی مثال بیان فرمائیے جو کچھ کے نزدیک بیان تبدیل ہو اور کچھ کے نزدیک بیان تغیر ہو؟

ج: جب کسی شخص نے کہا: لفلان علیّ الف قرض أو ثمن المبیع ہم کہا: "زیوف" اگر "زیوف" پہلے کلام سے متصل ہو تو

صاحبین کے نزدیک: بیان تغیر ہے لہٰذا ہو صحیح ہے۔

امام اعظم کے نزدیک: یہ بیان تبدیل ہے۔ لہٰذا اتصال کے ساتھ بھی صحیح نہیں ہے۔

دوسری بحث

البحث الثانی فی سنۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم:

س: سنت کا لغوی اور اصطلاحی معنی؟

ج: سنت کا لغوی معنی: عادت اور طریقہ ہے۔

اصطلاحی معنی:

سنت ہر اس نفل عبادت کو کہتے ہیں جس کے کرنے سے ثواب ملتا ہے اور اس کا ترک کرنے پر گناہ نہ ہو۔

علماء اصولیین کے نزدیک سنت کی تعریف:

حضور کے قول، فعل اور تقریر کو سنت کہتے ہیں۔

سنت تقریری:

نبی کے سامنے کوئی کام ہو اور نبی نے اس سے منع نہ کیا ہو۔

س: سنت کو بجائے خبر استعمال کرنے کی وجہ؟

کیونکہ عام خاص وغیرہ اقسام قول سے آتی ہے۔ فعل سے نہیں۔ اور لفظ خبر کا اطلاق قول پر ہوتا ہے جبکہ سنت کا لفظ عام طور پر فعل پر بھی بولا جاتا ہے۔

س: خبر رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی شرعی حیثیت؟

ج: خبر رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے لازم ہونے کی حجت پر کتاب اللہ کے مرتبہ میں ہے کیونکہ جس نے رسول اللہ کے حکم کی اطاعت کی اس نے اللہ کے حکم کی اطاعت کی۔

دلیل:

(وما ینطق عن الھوی ان ھو الا وحی یوحی)

Date

س: الا ان الشهرة فی باب الخبر اس عبارت کی غرض؟

ج: یہاں سے مصنف ایک اعتراض مقدر کا جواب دے رہے ہیں۔

اعتراض: یہ ہوتا ہے۔ جب خبر رسول صلی اللہ علیہ وسلم قرآن کے مرتبہ میں ہے تو ہم حدیث کو قرآن پاک کی طرح متواتر ہوتا ہے حالانکہ ہر حدیث متواتر نہیں ہے بلکہ خبر مشہور اور خبر واحد بھی ہے؟

اعتراض کا جواب:

قرآن کا ثبوت شک و شبہ سے پاک ہے۔ لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کے ثبوت اور ہم تک اس کے انتقال میں شبہ بھی ہو سکتا ہے یہی وجہ ہے کہ حدیث پاک کو مختلف اقسام پر تقسیم کیا گیا ہے

س: ثبوت کے اعتبار سے خبر کی کتنی اقسام ہیں؟

ج: ثبوت کے اعتبار سے خبر کی تین قسمیں ہیں۔

(ا) متواتر: جو صحیح طور پر ثابت ہو رسول اللہ سے بغیر شبہ کے۔

(ب) مشہور: جس کے ثبوت میں کسی قسم کا شبہ ہو۔

(ج) آحاد: جس کے ثبوت میں شبہ اور احتمال موجود ہو۔

س: تینوں کی مشہور کی تعریف مع مثال؟

متواتر کی تعریف:

وہ حدیث جسکو ایک جماعت نے دوسری جماعت سے نقل کیا ہو اور اس کا جماعت ما فوق پر متفق ہونا مشہور نہیں ان کے تعداد کی کثرت کی وجہ سے اسی طرح یہ حدیث تم تک پہنچتی ہو۔

مثال متواتر کی:

(ا) قرآن پاک کا منقول ہونا (ب) فرض نماز کی رکعت کی تعداد

(ج) زکوٰۃ کی مقدار۔

حدیث مشہور کی تعریف:-

حدیث مشہور وہ حدیث ہے جو دورہ اوّل میں خبر واحد کی طرح ہو پھر دوسرے اور تیسرے زمانے میں اتنی مشہور ہو گئی ہو کہ امت نے اسے عام قبول کر لیا ہو تو وہ خبر متواتر کی طرح ہو گئی ہو یہاں تک کہ وہ حدیث تجھ تک پہنچتی ہو۔

مثال: حدیث مسح علی الخفین (2) باب زنا میں رجم کی حدیث۔

س: حدیث متواتر اور حدیث مشہور کا حکم؟

ج: متواتر علم قطعی کو واجب کرتی ہے اور اس کا رد کفر ہوتا ہے۔
مشہور علم طمانیت کو ثابت کرتی ہے۔ اور اس کا رد کرنا بدعت ہوتا ہے۔

س: خبر واحد کی تعریف اور حکم؟

ج: خبر واحد وہ ہے جس کو ایک راوی نے ایک راوی سے یا ایک راوی نے جماعت سے یا جماعت نے ایک راوی سے نقل کیا ہو۔

خبر واحد کا حکم:

خبر واحد احکام شرعیہ میں عمل کو ثابت کرتی ہے۔ بشرطیکہ راوی مسلمان ہو عادل ہو حافظ ہو اور عاقل ہو اور وہ تجھ تک پہنچے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس شرط کے ساتھ۔

س: راوی کی کتنی قسمیں ہیں؟

ج: راوی کی دو قسمیں ہیں۔

1) جو علم اور اجتہاد کے ساتھ معروف ہو جیسے خلف اور عبداللہ بن مسعود اور عبداللہ بن مبارک اور عبداللہ بن عمر اور زید بن ثابت اور معاذ بن جبل۔

2) وہ راوی جو حفظ و عدالت میں مشہور ہو اجتہاد اور فتوے میں مشہور نہ ہو۔

اللھم ذر فیز
ممتاز علی مدنی

19/12/23

Date

دونوں قسموں کے راویوں کا حکم سے ثابت شدہ روایت کا حکم کیا ہے؟ مثال؟

پہلی قسم: کے راویوں کی روایت جب تک صحیح طریقے سے پہنچے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب، ہو تو قیاس اس کے مقابلے میں اس پر عمل کرنا زیادہ اولیٰ ہے۔

مثال نمبر: ۱

اس وجہ سے قے کی صورت میں وضو ٹوٹنے کے بارے میں امام محمد نے قیاس کو چھوڑ کر اور اعرابی کی حدیث کو اختیار کیا۔

حکم:

دوسری قسم والے راویوں نے روایت کی صحت ثابت ہو جائے تو دیکھیں گے کہ قیاس کے موافق ہے یا مخالف اگر قیاس اس کے موافق ہے تو اس پر عمل کرنا لازم ہوگا اور اگر قیاس اس کے مخالف ہو تو قیاس پر عمل کرنا اولیٰ ہوگا۔ حدیث پر عمل کے مقابلے میں۔

ل: خبر واحد کو قبول اور رد کرنے کی وجہ تحقیق کیا ہے؟

ج: اس بات کی تحقیق حضرت علی کی روایت ہے۔ حضرت علی نے فرمایا۔ یا عہد صحابہ کے راویوں کی تین قسمیں ہیں۔

۱۔ روایت کرنے والا مومن مخلص ہوگا۔ یہ وہ ہوگا جس نے حضور کی صحبت اختیار کی ہوگی۔ اور آپ کے کلام کا مفہوم سمجھا ہوگا۔

۲۔ روایت کرنے والا دیہاتی ہوگا۔ یہ وہ ہوگا۔ جو کسی قبیلے سے آیا ہو آپ کا کچھ کلام سنا لیکن حقیقت کلام تو سمجھ نہ سکا اور اپنے قبیلے کی طرف لوٹا اور حضور کے الفاظ کے بغیر روایت کر دیا۔ جس سے معنی بدل گیا۔ حالانکہ اس کے خیال میں معنی نہیں بدلا۔

۳۔ روایت کرنے والا منافق ہوگا۔ یہ وہ ہوگا۔ جس کی منافقت غیر معروف تھی اس نے سنے بغیر روایت کیا اور جھوٹ باندھا اس سے کچھ لوگوں نے سنا اور اسے مخلص مومن خیال کیا اور حدیث کو لے گئے۔ روایت کر دیا۔ اور یہ حدیث لوگوں میں مشہور ہو گئی۔

نتیجہ:

مذکورہ باتوں کی وجہ سے خبر واحد کو قبول کرنے اور حدیث مشہور پر پیش کرنا ضروری ہے۔

۲

س: اگر خبر واحد ظاہر کے خلاف ہو تو اس پر عمل نہیں کیا جاتا اسکی کیا وجہ ہے نیز مخالفت ظاہری کی کوئی صورت بیان کریں؟

ج: خبر واحد میں ظنیت ہوتی ہے۔ لہٰذا جب یہ ظاہر کے خلاف ہوگی۔ تو اس پر عمل نہیں کیا جائے گا۔

مخالف ظاہر کی صورت: مخالف ظاہری صورت یہ ہے کہ خبر واحد کا مشہور نہ ہونا ہے اس سنت میں جو صحابہ اور تابعین کے زمانے میں عام طور پر جانی جاتی ہے۔ کیونکہ حضور کی سنت احادیث کی پیروی کرنے میں کوتاہی کیسا تھ متحمل ہو نہیں ہے۔ جب خبر واحد جب خبر واحد شہرت حاصلہ اور عموم بلوی کے باوجود مشہور نہیں ہوئی۔ تو یہ خبر واحد کے صحیح نہ ہونے کی علامت ہوگی۔

فصل: خبر واحد

س: خبر واحد کتنے اور کون کونسے جگہ پر حجت ہے مع امثلہ؟

ج: خبر واحد چار جگہوں پر حجت ہے۔

1) خالص اللہ کا حق ہو کہ جس میں کسی دوسرے آدمی پر ~~صرف کوئی حق لازم ہو~~

2) خالص اللہ کا حق ہو عقوبت نہ ہو۔

3) خالص بندے کا حق ہو کہ جس میں کسی دوسرے بندے پر صرف کوئی حق لازم ہو۔

4) خالص بندے کا حق ہو جس میں بالکل الزام نہ ہو۔

5) خالص بندے کا حق ہو جس میں دوسرے پر من وجہ الزام ہو۔

س: خبر واحد کو قرآن پر پیش کرنے کی مثال؟

ج: خبر واحد من مس الذکر فلیتوضأ جب ہم نے اس حدیث خبر واحد کو کتاب اللہ پر پیش کیا۔ تو یہ حدیث اللہ کا فرمان فیہ رجال یحبون ان یتطھروا کے مخالف نکلا۔

وضاحت: مخالف اس لئے کہ وہ اس سے استنجاء کیا کرتے تھے۔ پھر وہ پانی سے دھوتے اگر من الذکر حدیث ہوتا تو استنجاء بالماء ناپاک کرنا ہوتا۔ تاکہ مطلق طور پر پاک کرنا۔

Date

س: خبر واحد کو حدیث مشہور پر پیش کرنے کی مثال؟

ج: خبر واحد کو حدیث مشہور پر پیش کرنے کی مثال (خبر واحد) ایک گواہ اور رقم پر فیصلہ کرنے کی روایت ہے اور حدیث مشہور حضور کا فرمان: البینۃ علی المدعی والیمین علی من کے مخالف ہے۔ (8)

مثالیں: (15)

پہلی صورت: میں خبر واحد قبول کی جائے گی۔ مثال: نبی کریم نے رمضان کے چاند کے سلسلے میں ایک اعرابی دیہاتی کی شہادت قبول فرمائی۔

دوسری صورت:

اس صورت میں خبر واحد کے قبول کیلئے عدد اور عدالت شرط ہوگی۔ مثال: لوگوں کے باہم جھگڑے ہیں۔ جیسے بیوع اور اترابہ وغیرہ میں۔

تیسری صورت:

اس میں خبر واحد مقبول ہوں خواہ وہ عادل ہو یا فاسق مثال باہمی معاملات جیسے وکالت۔

چوتھی صورت:

اس میں خبر واحد کے قبول کیلئے امام اعظم کے نزدیک عدد یا عدالت شرط ہوگی۔ مثال وکیل کو معزول کرنا اور غلام کو تصرف سے روکنا۔ (5)

مثال: 6

حضرت ابو ہریرہ نے روایت کی۔ الوضوء مما مسّہ النار یعنی جس چیز کو آگ پہنچے اس سے وضو ہو جاتا ہے۔ تو حضرت ابن عباس نے حضرت ابو ہریرہ سے کہا اگر یہ دیگ گرم پانی سے وضو کرے تو کیا اس کے بعد پھر وضو کریں گے۔ تو اسی پر حضرت ابو ہریرہ خاموش ہو گئے تو ابن عباس نے قیاس کے ساتھ اس روایت کو رد کیا۔

س: راویوں کے حالات مختلف ہونے کے اعتبار سے خبر واحد پر عمل کیلئے کیا شرط ہے؟

راویوں کے حالات مختلف ہونے کے اعتبار سے خبر واحد پر عمل کرنے کیلئے تین شرطیں ہیں۔

1) خبر واحد قرآن پاک کے مخالف نہ ہوں۔

2) خبر واحد حدیث مشہور کے مخالف نہ ہوں۔

3) خبر واحد قیاس ظاہر کے خلاف نہ ہوں۔

Date

نوٹ:-

ان شرائط لگانے کی وجہ یہ ہے حضور نے فرمایا۔ میرے بعد تمہارے پاس بکثرت احادیث آئیں گی لہٰذا جب تمہارے سامنے کوئی حدیث پیش کی جائے تو اسے کتاب اللہ پر پیش کرو اگر اس کے موافق ہوں تو قبول کرو اگر خلاف ہو تو رد کردو۔

البحث الثالث اجماع

س: اجماع کا لغوی اور اصطلاحی معنی بیان فرمائیں؟

ج:- اجماع کا لغوی معنی:-

پختہ ارادہ کرنا، عزم کرنا اور اتفاق ہے۔

اصطلاحی معنی:-

۱) ہر زمانے کے عادل اور مجتہد علماء اہل سنت کا کسی حکم پر متفق ہو جانا۔

۲) کسی ایک زمانے میں امت محمدیہ کے مجتہدین کا کسی حکم شرعی پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد اتفاق کر لینا نام اجماع ہے۔

۳) کسی زمانے کے تمام فقہاء کا کسی مسئلے پر متفق ہو جانا اجماع ہے۔

سوال:- اجماع کی شرعی حیثیت/حکم اور اجماع کی اقسام بیان فرمائیں؟

ج:- حضور کے وصال ظاہر کے بعد اس امت کا فروعی دین میں اجماع حجت ہے کہ جس پر عمل کرنا شرعاً واجب ہے۔ اس امت کے اعزاز کی وجہ سے۔

* اجماع کی چار قسمیں ہیں:-

۱) صحابہ کرام کا کسی نئے مسئلہ پر صریح الفاظ کے ساتھ اجماع۔

۲) صحابہ کرام کا اجماع بعض کی صراحت اور بعض کے رد کرنے کی طرف سے سکوت کے ساتھ ہو۔

۳) صحابہ کرام کے بعد والے (تابعین) کا اجماع ایسے مسئلے میں جس میں صحابہ کا قول موجود نہ ہو۔

۴) اجماع صحابہ کرام کے اقوال میں سے کسی قول پر ہو۔

Date

س: اجماع کی ان قسموں کا حکم/حیثیت بیان فرمائیے؟

ج: پہلی قسم کا اجماع اعتقاد اور عمل میں قرآن کی طرح ہے۔
دوسری قسم کا اجماع حدیث متواتر کی طرح قطعی ہوتا ہے۔
تیسری قسم کا اجماع حدیث مشہور کی طرح ہے۔ جس میں اطمینان حاصل ہوتا ہے نہ کہ علم یقین
چوتھی قسم کا اجماع صحیح خبر واحد کی طرح ہے جس پر عمل واجب ہوتا ہے نہ کہ علم۔

س: فقہ میں کون سا اجماع معتبر ہے؟

ج: فقہ میں اہل رائے اور مجتہدین کا اجماع معتبر ہے عام لوگوں اور اور متعلم اور ایسے محدث کا اجماع معتبر نہیں جسے اصول فقہ میں بصیرت حاصل نہ ہو۔

س: اجماع کی کوئی اور بھی قسم ہے۔ اگر ہے تو بیان فرمائیں مع وضاحت؟

ج: جی ہاں اجماع دو طرح کا ہوتا ہے۔ 1) اجماع سنتی 2) اجماع مذہبی

وضاحت:

اجماع سنتی یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں سے ایک زمانے کے سب علماء کا اجماع اس کی چار قسمیں ہیں جس کا ذکر ما قبل ہو چکا۔

اجماع مذہبی:

کسی حکم پر بعض مذہبی مجتہدین کا اجماع۔

س: اجماع مذہبی کی کتنی قسمیں ہیں؟

ج: اجماع مذہبی کی بھی دو قسمیں ہیں۔ 1) اجماع مرکب 2) اجماع غیر مرکب۔

س: اجماع مرکب کی تعریف مع مثال:

اجماع مرکب یہ ہے جب کسی نئے پیدا ہونے والے مسئلے کے حکم پر مجتہدین متفق ہو جائیں لیکن حکم کی علت میں ان کے درمیان اختلاف ہو۔

مثال:

کسی شخص کو قے آئی۔ اور اس نے عورت کو ہاتھ بھی لگایا۔ تو احناف اور شوافع دونوں کے نزدیک وضو ٹوٹ جائے گا۔ مگر ہمارے نزدیک اس کی علت قے کرنا اور امام شافعی کے نزدیک عورت کو ہاتھ لگانا ہے۔

س: کیا کبھی اس اجماع مرکب کی حیثیت ختم ہو سکتی ہے؟

ج: جی ہاں اگر علتوں میں فساد ظاہر ہو جائے تو اس کی حیثیت ختم ہو جاتی ہے۔ یہاں تک کہ اگر کسی دلیل شرعی سے ثابت ہو جائے کہ قے ناقض وضو نہیں ہے تو امام اعظم کے نزدیک وضو نہیں ٹوٹے گا قے کی وجہ سے۔

اور امام شافعی کے نزدیک وضو نہیں ٹوٹے گا اگر کسی دلیل شرعی سے یہ بات ثابت ہو جائے کہ اس امر سے وضو نہیں ٹوٹتا۔

فصل عدم القائل بالفصل

س: اجماع مرکب کی قسم ہے؟

ج: جی ہاں اجماع مرکب کی ایک قسم عدم القائل بالفصل ہے۔

س: عدم القائل بالفصل کی تعریف / مطلب بیان فرمائیں؟

ج: عدم القائل بالفصل کا مطلب:

دو اختلافی مسئلے ہوں، اور دونوں مسئلوں میں سے جو بھی مسئلہ کسی کے نزدیک ثابت ہوگا تو دوسرا مسئلہ خود بخود ثابت ہو جائے

س: عدم القائل بالفصل کی اقسام نزدیک ان کی شرعی حیثیت بیان فرمائیے

ج: عدم القائل بالفصل کی دو قسمیں ہیں۔

(1) دونوں مسئلوں میں منشاء اختلاف ایک ہو

(2) دونوں مسئلوں میں منشاء اختلاف الگ الگ ہو

* کلیہ

* پہلی قسم حجت ہے

* دوسری قسم حجت نہیں ہے

* پہلی قسم کی مثال:

وہ غیر شرعی مسائل ہیں جن کو کلیہ ایک قاعدہ ضابطے سے نکال ہو

مثال قاعدہ تصرفات شرعیہ سے نفی اس کی مشروعیت

Date

کو ثابت رکھتی ہے۔ اس وجہ سے ہم نے کہا یوم النحر (یعنی قربانی کے دن کے روزے کی منت نذر صحیح ہے۔ اور بیع فاسدہ ملکیت کا فائدہ دیتی ہے۔
یہ دونوں مسئلے ایک ہی قاعدے سے ثابت ہے (قاعدہ بیان ہو چکا)

دوسری قسم کی مثال:-

اگر قدرتا قبض وضو ہے تو بیع فاسد سے بھی ملک حاصل ہو جاتی ہے۔

نوٹ:- یہ دونوں مسئلے الگ الگ قاعدے سے ثابت ہیں۔
پہلا مسئلہ اس قاعدے (جو غیر سببیین سے نکلے وہ ہمارے نزدیک ناقض وضو ہے ثابت ہے۔
دوسرا مسئلہ قاعدہ جواوپر گزر چکا اس سے ثابت ہے۔

س مجتہد اگر کسی نئے مسئلہ کا حکم تلاش کرنا چاہے۔ تو اس کی ترتیب کیا ہے مع مثال؟

ج مجتہد اگر کسی مسئلہ کا حکم تلاش کرنا چاہے۔ تو اس پر واجب ہے کہ وہ سب سے پہلے کتاب اللہ سے اس کا حکم تلاش کرے۔ اگر حکم نہ ملے تو پھر سنتِ رسول سے اس کا حکم تلاش کرے اگر حکم نہ ملے پھر اجماع سے پھر قیاس سے اگر اس مسئلہ کا حکم کتاب اللہ یا سنتِ رسول میں مل گیا تو مجتہد کے لیے کوئی گنجائش نہیں کہ وہ اجماع پر عمل کرے کہ نص پر عمل کے ممکن ہونے کی صورت میں۔

مثال:-

اگر کسی آدمی پر جنگل یا صحراء میں قبلہ مشتبہ ہو گیا پھر اگر کسی عادل آدمی نے خبر دی کہ فلاں طرف قبلہ ہے تو پھر اب اس کے لئے تحری کرنا جائز نہیں کیونکہ تحری کرنا قیاس ہے اور [redacted] قیاس کے مقابلے میں عادل کی خبر نص کے درجہ میں ہوتی اور نص کے ہوتے ہوئے قیاس پر عمل کرنا جائز نہیں ہوگا۔

23/11/13

Date

س: شبہ کی تعریف نیز ان کی اقسام کی تعریف؟

شبہ کی تعریف:-

ج: شبہ وہ چیز ہے جو ثابت شدہ چیز کے مشابہ ہو مگر وہ چیز ثابت نہ ہو۔
شبہ کی دو قسمیں ہیں ① شبہ فی العمل ② شبہ فی الظن۔

شبہ فی العمل:-

کسی دلیل سے کسی چیز کی حلت یا حرمت ثابت ہو رہی ہو لیکن کسی مانع کی وجہ سے اس دلیل کا اثر ظاہر نہ ہو اور دلیل شرعی اس چیز کے حلال ہونے میں شبہ پیدا کردے۔ جو حلال نہیں یا اس چیز کے حرام ہونے میں شبہ پیدا کردے جو حرام نہیں۔

شبہ فی الظن:-

انسان اس چیز کو دلیل سمجھے جو نفس الامر میں دلیل نہیں۔

س: شبہ فی العمل شبہ فی الظن سے زیادہ قوی ہے یہی وجہ ہے کہ اگر شبہ فی العمل پائے جائے تو ظن کا اعتبار ساقط ہو جائے گا اس بات کی مثال سے وضاحت فرمائیں؟

ج: مثال:-

ایک شخص نے اپنے بیٹے کی لونڈی سے جماع کیا تو اس پر حد نہیں لگے گی اگر وہ کہے کہ میں جانتا ہوں کہ یہ لونڈی مجھ پر حرام ہے یہاں یہاں اسے اس بات کا شبہ ہو کہ یہ لونڈی اس کی ملکیت ہے۔ اور یہ شبہ ایک نص کی وجہ سے ہو حدیث: حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اَنْتَ وَمَالُكَ لِاَبِیْكَ، گویا کہ باپ نے سمجھا کہ لونڈی اس کی ملکیت ہے اور دوسری طرف اس کا گمان ہے کہ یہ مجھ پر حلال یا حرام ہے شبہ اس کی اپنی رائے سے پیدا ہو اور یہ شبہ کہ لونڈی اس کی ملکیت ہے۔ یہ شبہ فی العمل ہے۔ اور یہ نص سے ثابت ہوا اور نص کو رائے پر ترجیح حاصل ہے۔ لہٰذا اس شبہ کا اعتبار کرتے ہوئے اس پر حد نہیں لگائیں گے۔

Date

س: جب دو دلیلوں میں تعارض آجائے تو تعارض کو دور کرنے کا کیا ہے؟

ج: اگر دو آیتوں میں اس طرح تعارض آجائے کہ کسی ایک کو ترجیح حاصل نہ ہو تو سنت کی طرف رجوع کیا جائے گا۔ اور اگر دو حدیثوں میں تعارض پیدا ہو تو آثارِ صحابہ اور قیاسِ صحیح کی طرف رجوع کریں گے۔ پھر جب مجتہد کے نزدیک دو قیاس کا متعارض ہو جائے تو وہ غور و فکر کر کے ایک عمل کرے۔ کیونکہ قیاس سے کمتر/نیچے کوئی دلیلِ شرعی نہیں جس کی طرف قیاس کو پھیریں۔

مثال:-

جب مسافر کے پاس دو برتن ہو پانی کے ایک پاک اور ایک نجس تو ان میں غور و فکر نہیں کرے۔ بلکہ تیمم کرے اور اگر دو کپڑے ہو ایک پاک اور ایک نجس تو ان میں غور و فکر کرے کیونکہ پانی کا بدل/نائب موجود ہے لیکن کپڑے کا نائب/بدل موجود نہیں جن کی طرف رجوع کریں۔

نتیجہ:-

رائے یا قیاس پر اس وقت پر عمل کریں گے جب کوئی دوسری دلیلِ شرعی موجود نہ ہو۔

س: اگر غور و فکر کو عمل کے ساتھ عمل کو تاکید حاصل ہو جائے۔ تو وہ محض دوسری تحری سے ٹوٹتا ہے اس کی وضاحت فرمائیں مع مثال؟

ج: اس کا مطلب یہ ہے کہ جب ایک مرتبہ تحری پر عمل کر لیا گیا تو اُسے مؤکد ہونے والی صورت کی بنیاد پر نہیں چھوڑا جائے گا جیسے مثال دو کپڑوں میں تحری کی اور ایک کے ساتھ نمازِ ظہر پڑھ لی پھر عصر کے وقت تحری/غور و فکر سے دوسرے کپڑے کا ہونا معلوم ہو تو عصر کی نماز دوسرے کپڑے میں جائز نہیں؟

ماشاء اللہ 3/1/24

"البحث الرابع فی القیاس"

س: قیاس کا لغوی اور اصطلاحی معنی اور قیاس کا حکم بیان کریں؟

ج: قیاس کا لغوی معنی:- اندازہ کرنا۔

اصطلاحی معنی:- حکم کو اصل سے فرع کی طرف متعدی کرنا اور منتقل کرنا ایسی علت کی وجہ سے جس میں اصل اور فرع دونوں متحد ہوں۔

"قیاس کا حکم"

قیاس شرعی دلائل میں سے ایک دلیل حجت ہے اور قیاس پر بھی عمل کرنا واجب ہے بشرطیکہ کتاب اللہ اور سنتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور اجماع سے وہ مسئلہ ثابت نہ ہو۔

نوٹ:- قیاس کے لئے چار چیزوں کا ہونا ضروری ہے۔

(1) مقیس ( ) (2) مقیس علیہ (3) علت (4) حکم۔

وضاحت:-

1) جس چیز کو قیاس کیا جاتا ہے اس کو فرع کہتے ہیں۔

2) جس چیز کے اوپر قیاس کیا جاتا ہے اس کو مقیس علیہ اور اصل کہا جاتا ہے۔

3) جو چیز مقیس اور مقیس علیہ کے درمیان مشترک ہو اس کو علت کہا جاتا ہے۔

4) جو اس علت کے برابر مرتب ہوتا ہے اس کو حکم کہا جاتا ہے۔

س: کیا قیاس حدیثِ رسول اور آثارِ صحابہ و تابعین سے ثابت ہے۔ وضاحت مع مثال؟

ج: جی ہاں قیاس حدیث سے ثابت ہے۔ ~~آثارِ صحابہ~~ اور اس سلسلے میں صحابہ کرام اور تابعین کی روایات بھی موجود ہیں۔ حضور نے حضرت معاذ کو یمن کی طرف بھیجا تو فرمایا۔ اے معاذ کس چیز کے ساتھ فیصلہ کرو گے۔ انہوں نے عرض کیا اللہ کی کتاب کے ساتھ آپ نے فرمایا اگر اس میں نہ پاؤ تو انہوں نے فرمایا۔ رسول اللہ کی حدیث کے ساتھ فیصلہ کرو گا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر اس میں بھی نہ پاؤ تو حضرت معاذ نے عرض کیا اپنی رائے سے ~~فیصلہ~~ اجتہاد (قیاس) کروں گا۔ اس پر حضور نے ان کے فیصلہ کو صحیح قرار دیا اور اللہ کا شکر ادا فرمایا۔

Date

فصل: شروط صحة القياس

س قیاس کے صحیح ہونے کی کتنی اور کون کونسی شرائط ہیں؟

ج: قیاس کے صحیح ہونے کیلئے پانچ شرائط ہیں۔

1) قیاس نص کے مقابلے میں نہ ہو۔

2) قیاس احکام نص میں سے کسی حکم میں تبدیلی کو متضمن/شامل نہ ہو۔

3) جس حکم کو اصل سے فرع کی طرف متعدی کیا گیا ہے۔ وہ ایسا حکم نہ ہو جس کی علت عقل میں آنے والی نہ ہو۔

4) علت/تعلیل بیان کرنا حکم شرعی کے لیے ہو حکم لغوی کے لیے نہ ہو۔

5) فرع پر کوئی نص وارد نہ ہو۔

نوٹ: یہاں سے وہ مثال بیان کی جائے گی جس میں شرط

س پہلی شرط (یعنی قیاس نص کے مقابلے میں نہ ہو) کی مثال:

ج نص کے مقابلے میں قیاس کی مثال:

اس واقعے میں ہے جو نقل کیا گیا ہے۔ کہ حضرت حسن بن زیاد سے نماز میں قہقہہ کے متعلق پوچھا گیا۔ تو انہوں نے فرمایا۔ کہ اس سے وضو ٹوٹ جائے گا۔ سائل نے کہا اگر کوئی نماز میں پاک دامن عورت پر تہمت لگائے تو اس سے بھی وضو نہیں ٹوٹے گا۔ باوجودیکہ پاک دامن عورت پر تہمت لگانا بڑا حرام ہے۔ تو قہقہہ سے وضو کیسے ٹوٹے گا۔ حالانکہ وہ قذف سے کم ہے۔ نہیں یہ قیاس نص کے مقابلے میں ہے۔ اور نص حدیث اعرابی ہے۔

س دوسری شرط (یعنی قیاس کی وجہ سے نص کے احکام میں کوئی تبدیلی نہ ہو) کی مثال بیان کریں

ج: احکام نص میں حکم کی تبدیلی کی مثال:

تیمم پر قیاس کرتے ہوئے وضو میں نیت کی شرط کا قول ہے۔ تیمم کو مطلق/اطلاق سے مقید/تقیدی میں بدلنے کا باعث ہے گویا کہ یہ ایسا قیاس ہے۔ جو نص کے احکام میں سے کسی حکم کو بدل رہا ہے۔

س: تیسری شرط (یعنی اصل سے فرع کی طرف جانے والا حکم علت عقل کے خلاف نہ ہو) کی مثال بیان فرمائیں۔

ج: علت عقل میں آنے والی نہ ہوگی مثال:-

کوئی شخص نبیذ تمر (کھجور کی نبیذ) پر قیاس کرتے ہوئے دیگر نبیذوں سے وضو جائز قرار دے تو یہ قیاس صحیح نہیں کیونکہ پانی کے نہ ہونے کی وجہ سے نبیذ تمر سے وضو کرنا قیاس کے خلاف ہے۔ اور جو چیز قیاس کے خلاف ہو اس پر دوسری بات کو قیاس نہیں کیا جا سکتا لہٰذا نبیذ تمر سے وضو کرنا کیونکہ خلاف قیاس نص سے ثابت ہے۔ تو اس پر دوسری نبیذوں کو قیاس کرتے ہوئے وضو جائز قرار نہیں دیا جائے گا۔

س: چوتھی شرط یعنی علت حکم بیان کرنا امر شرعی کے لیے ہو نہ کہ امر لغوی کیلئے کی مثال؟

ج: علت بیان کرنا امر لغوی کیلئے مثال:-

شوافع کے قول میں ہے کہ انگور کے جس شیر کو پکا کر یہ دھا نصف کر لیا گیا ہو وہ خمر ہے۔ اور خمر کو خمر اس لئے کہتے ہیں کہ وہ عقل کو چھپا دیتی ہے۔ لہٰذا اگر مذکورہ شیر کے علاوہ کوئی شیرہ عقل کو چھپا دے وہ بھی خمر ہوگا۔ بذریعہ قیاس اور یہ قیاس درست نہیں کیونکہ یہ قیاس امر لغوی میں ہے۔ نہ کہ امر شرعی میں۔

س: پانچویں شرط (یعنی فرع مقیس پر کوئی نص وارد نہ ہو) کی مثال:-

ج: فرع پر نص وارد ہونے کی مثال:-

اگر کوئی شخص کفارہ قتل پر قیاس کرتے ہوئے کہے کہ قسم اور ظہار کے کفارہ میں کافر غلام کو آزاد کرنا جائز نہیں۔ تو یہ قیاس غلط ہے۔ کیونکہ کفارہ قتل کے بارے میں غلام کا مومن ہونے کی شرط ہے۔ فتحریر رقبۃ مؤمنۃ جب کہ قسم اور ظہار کے بارے میں نص مطلق ہے۔ لہٰذا کفارہ قتل پر قیاس کرنے کی صورت میں دوسری نص یعنی مطلق کا ابطال لازم آئے گا۔

ماشاء اللہ
اللہ کریم آپ کو عالم
باعمل بنائے آمین
مہنا اعلیٰ صدقی جھنڈوی